بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱- ھو الاول و الاخر والظاھر و الباطن لیس کمثلہٖ شئ و ھو السمیع البصیر ودرود نا محدود علی سیدنا و مولانا محمد آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین - اما بعد یہ رسالہ نور الہدیٰ کلاں و خورد محک الفقر کلاں و خورد کلید التوحید کلاں و خورد عقل بیدار کلید جنت کشف الاسرار حجت الاسرار محبت الاسرار اورنگ شاہی مجالستہ النبی فضل اللقاء توفیق الہدایت تیغ برہنہ اسرار قادری امیر الکونین اور رسالہ روحی شریف تصنیف لطیف ستر اسرار ذات یاھو شیخ ما سلطان الفقر محمد باھو قدس اللہ سرہ العزیز سے ظاہری توفیق اور باطنی تحقیق سے وعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین تو اپنے رب کی عبادت کر تاکہ صاحب یقین لوگوں میں سے ہو جائے ۔ یعنی اولیاء عظام کے مرتبے میں داخل ہونے اور ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون کے مقام پانے کے لیے لکھی گئی ہے ۔ اس کتاب میں ظاہری اور باطنی دینی اور دنیاوی خزانے موجود ہیں جو اس کتاب کے مطالعہ سے حق آگاہ - حق نما - روشن ضمیر - کیمیا اکسیر حاصل کر کے الانسان سری و انا سرہٗ کا عرفان حاصل نہیں کرتا عارف باللہ نہیں بنتا اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضوری نہیں ہوتا - اس تصنیف لطیف کے مطالعہ اور عمل سے اُسے رنج و الم سے نجات نہیں ملتی - اور گنج بے رنج نہیں پاتا - اس کا وبال اس کی اپنی گردن پر ہے - اس رسالہ کا نام سلطان الاذکار فی کشف الاسرار من جوہر القرآن رکھا گیا ہے - فقیر طالب مولیٰ

کے لیے اس کی ابتدا لا مکان اور اس کی انتہا و اذا تم الفقر فھو اللہ کو پہنچانے والی ہے۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ پہلے کسی کامل مرشد قادری سروری فنا فی اللہ بقا باللہ لقاءاللہ اور حضوری سے مشرف کی تلاش کرے۔ کیونکہ کامل مرد کی ایک نگاہِ کیمیا اثر طالبانِ حق کو ورد اوراد ظاہری سے بچا لیتی اور منزل مقصود کو پہنچا دیتی ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

قادری سروری سرمدی سلطانی
فقیر الطاف حسین چوہدری ایم اے۔ ایل ایل بی
عزیز کالونی وانڈالہ روڈ۔ شاہدرہ

ہدیہ تبریک بخدمت

(۱) قبلہ حافظ فیض سلطان صاحب جن کے فیض کی دھوم زمانہ میں ہے۔
(۲) صاحبزادہ حضرت غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین دربار باھُو سلطان جھنگ جن کی کیمیا اکسیر نظر نے اس عظیم کام کے لیے مجھے عزم بخشا۔
(۳) والد بزرگوار فقیر قادری فرزند علی چوہدری جنہوں نے دربار باھُو سلطان کی طرف میری رہنمائی فرمائی اور جو قبر میں میرے لیے دُعاگو ہیں۔

باب الاول دربیان تصور اسم ذات اللہ

۱- اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہُو
نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگے ہر جائی ہُو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھُلن پر آئی ہُو
جیوے کامل مرشد باہُو جیں ایہہ بوٹی لائی ہُو

طریقہ قادری کا پہلا سبق یہ ہے کہ

۱ تصور اسم اللہ اور

۲ ضرب لا الہ الا اللہ اور

۳ توجہ باطنی سے معرفت الٰہی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں غرق ہوتا ہے۔ مرشد کامل اور فقیر واصل وہی ہے کہ بے ذکر و فکر بے ریاضت و بے محنت براہ تصور برزخ اسم اللہ مجلس محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں لے جائے۔

مرشد کامل کو چاہیئے کہ طالب اللہ کو پہلے اسم اللہ کا تصور شروع کرا کے فنا فی اللہ کے مراتب کو پہنچائے اور مشاہدہ کروائے تاکہ اسے چلے یا ریاضت کی حاجت نہ رہے۔ اہلِ حضور لا یحتاج کو اس بات کی احتیاج نہیں کہ ورد و وظائف میں مصروف ہو۔ مرشد کامل کا پہلا فرض یہ ہے کہ طالب کو خوف و رجا۔ کشف قبور اور مجلسِ محمدی صلعم

کے مقام کا مشاہدہ کروائے ۔ بعد ازاں اسے علم معرفت تلقین کرے ۔
چنانچہ پہلے اسے ذکر ۔ فکر ۔ مراقبہ اور ورد و وظائف میں ہرگز مشغول نہ
کرے ۔ پہلے اسم اللہ کا تصور سکھائے ۔ اس تصور سے باطن معمور ہوتا ہے
مرشد کامل کو چاہیئے پہلے اسم اللہ خوش خط لکھ کر طالب اللہ کے ہاتھ
میں دے اور کہے طالب اللہ اسم اللہ اپنے دل پر لکھ تاکہ نقش جم
جائے اور قرار پکڑے ۔

شغل تصور اسم اللہ ذات

طالب کو چاہیئے کہ اول وضو کرے ۔ کپڑا
پاک پہن کر خالی جگہ قعدہ کی صورت قبلہ
کی طرف منہ کر کے بیٹھے ۔ جب اسم اللہ کا شغل کرنا چاہے تو ۔

(۱) اسم اللہ کا تفکر کرے ۔

(۲) دونوں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرے ۔

لیکن شروع کرنے سے پیشتر شیطان کے ظاہری اور باطنی راستے بند
کر دے اور نفسانیت کے خطرے کو اپنے سے دور کر دے ۔

پہلے تین مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مع تعوذ ۔ تین مرتبہ آیات الکرسی
تین مرتبہ درود شریف ۔ تین مرتبہ سلام قولاً من رب الرحیم ۔ تین بار
چاروں قل ۔ تین مرتبہ سورۃ فاتحہ ۔ تین مرتبہ سبحان اللہ اور بعد میں
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے ۔ پھر ہزار مرتبہ استغفار

پڑھے ۔ تین تین مرتبہ کلمۂ شہادت اور کلمۂ طیب پڑھے ۔ اپنے بدن
پر پھونکے اور پھر تصور اسم اللہ شروع کرے ۔ تفکر سے اسم اللہ دل پر
لکھے ۔ اس کی تاثیر سے سینہ صفائی پکڑ جائے گا اور خناس ملعون مر
جائے گا ۔ اسم اللہ ذات اگر دل پر قائم نہ ہو تو طالب کے لیے لازم
ہے کہ مشق وجودیہ کرے ۔ یعنی نقش اسم اللہ ذات کو دماغ کے
چاروں خانوں میں ۔ آنکھوں میں ۔ کانوں و زبان پر ۔ ہاتھ کی ہتھیلیوں
سینے ناف اور ہر دو پہلوؤں پر کرے ۔ جس سے وجود میں اسم ذات
قرار پکڑنے لگے گا ۔ اسم اللہ کے تصور کی مشق سے نفس کی پاکیزگی ۔ دل
کی صفائی ۔ روح کی روشنی اور سِرّ کی تجلی حاصل ہوتی ہے ۔ جو
شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے ۔ اس کا قالب قلب کا لباس پہنتا ہے
قلب روح کا لباس پہنتا ہے ۔ روح سِرّ کا لباس پہنتا ہے ۔ جب
ہمہ تن ایک ہو جاتا ہے تو بُرے اوصاف بالکل اس کے وجود سے نکل
جاتے ہیں ۔ حواس خمسہ ظاہری بند ہو کر باطنی حواس کھل جاتے ہیں بعد ازاں
فنفخت فیہ من روحی کے علم کو پہنچ جاتا ہے ۔

کلید ذکر

کلید ذکر تصور اسم اللہ ذات ہے جس سے بے شمار ذکر کھلتے
ہیں ۔ چنانچہ جسم کا ایک ایک بال ذکر اللہ سے نعرہ زن ہو
جاتا ہے ۔ سر تا قدم ۔ گوشت پوست ہڈیوں کا مغز تک ذکر کرنے لگتا ہے

نیز ذکر کو اثبات نہیں ہوتا جب تک مندرجہ ذیل چار چیزیں حاصل نہ ہوں
(۱) غرق فنا فی اللہ (۲) حضوریت مجلس محمد رسول اللہ صلعم (۳) سیوم بر آمدن ازما
سوای اللہ (۴) چہارم بقا باللہ کے مراتب پر پہنچنا - اسم ذات کی مشق چھ قسموں
پر منقسم ہے - اسم[۱] اللہ - اسم[۲] للہ - اسم[۳] لہٗ - اسم[۴] ھُو - اسم[۵] محمدؐ - کلمہ[۶] طیب
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ - واضح رہے کہ اسم اللہ میں چار حروف ہیں -
ا - ل - ل - ہ - پس چاروں ملک اسی اسم میں ہیں - اول ازل - دوم ابد -
سیوم دنیا چہارم عقبیٰ - جس شخص کو اسم اللہ کے الف سے دل میں روشنی
پیدا ہو گئی - اس کا دل جام جہاں نما اور آئینہ سکندری بن جاتا ہے صفائی
پکڑ جاتا ہے اور اٹھارہ ہزار عالم اسے نظر آتے ہیں اور احدیت کو
پہنچ جاتا ہے - پہلے لام سے مقام لاہوت دوسرے لام سے ملک لانہایت
یعنی لامکان میں پہنچ جاتا ہے اور ہ سے صاحب ہدایت اور ہدیٰ ہو جاتا
ہے - جس میں یہ احوال نہ پائے جاتے ہوں گویا اسم اللہ نے تاثیر ہی نہیں
کی اور اسے اسم اللہ کی خبر ہی نہیں - جب طالب اللہ کے وجود میں
اسم ذات تاثیر کر جاتا ہے تو اس کا وجود معرفت کا رنگ پکڑتا ہے -
دوئی اس کے وجود سے نکل جاتی ہے اور مراد کو پہنچ جاتا ہے - دل کی
طرف سر سے لے کر قدموں تک ظاہری آنکھ سے دیکھتا ہے کہ ہر بال پر
اسم ذات لکھا ہوا ہے - اس کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ اس کے

گوشت پوست ہڈیوں، بالوں اور مغز تک ہر جگہ شہر اور بازار کے
در و دیوار پہ اسم ذات لکھا ہوا نظر آتا ہے - اور درختوں وغیرہ
غرضیکہ جس چیز کی طرف نظر کرتا ہے ظاہر اسے اسم ذات ہی نظر آتا
ہے - جو کچھ سنتا یا کہتا ہے اسم ذات ہی کی آواز سنتا ہے - واضح
رہے کہ جب اسم ذات کے صاحب تصور کو اسم اللہ کے حروف کا استغراق
حاصل ہوتا ہے اور اسم اللہ کے حروف ساتوں زمینوں - ساتوں آسمانوں
عرش کرسی اور لوح و قلم سے بھی زیادہ وسیع ہیں تو وہ گویا معرفت
مطلق و توحید فنا فی اللہ و بقا باللہ - تجرید اور تفرید کے مقام پر
آ گیا - اور جو اسم ذات کے حروف سے واقف ہو گیا وہ
ذات پاک اور وجود مطلق سے واصل ہوتا ہے - جو اسم ذات کے
کے حروف کا مخمور ہے اسے حساب قیامت کا کیا ڈر ہے - قولہٗ
الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ط جو شخص اسم اللہ
کے حروف کا عارف ہو جاتا ہے - تو جو کچھ دنیا و آخرت میں ہے - سب
اس پر ظاہر ہو جاتا ہے - ایسے عارف کو عارف باللہ ذات حروف
کہتے ہیں -

تصور اسم اللہ ذات سے

(۱) بعض لوگوں کو مطالعہ لوح محفوظ حاصل ہو جاتا ہے -

(۲) بعض کے دل کو بذریعہ دلیل منجانب قرب رب جلیل آگاہی ملتی ہے۔

(۳) بعض کو حاضرات ناظرات کا مرتبہ مل جاتا ہے۔ اس وقت وہ دونوں جہان کا تماشہ پشت ناخن پر دیکھتے ہیں۔

(۴) بعض کو علم واردات سے مقام وحدانیت میں وہم پیدا ہوجاتا ہے اور اس پر جملہ مقصود بذریعہ غیب الغیب ورود کھلتے اور ظاہر ہوتے ہیں۔

(۵) بعض کی نظر اور نگاہ عیاں طور پر لاہوت لامکان تک پہنچ جاتی ہے

(۶) بعض کو موکلات کے ذریعے پیغام اور الہام پہنچتا رہتا ہے۔

فقیر کو چاہیے کہ ہروقت تصور اسم اللہ ذات میں مشغول رہے یہاں تک کہ اسم اللہ ذات سے شعلی تجلی نمودار ہوکر فقیر اس میں غرق ہو جائے اور مشرف دیدار ہو۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونے کا کونسا علم ہے؟ وہ محض مشاہدۂ ذات کا نوری حضوری علم ہے۔ تصور اسم اللہ ذات سے طالب کے ہفت اندام پاک وجود مغفور واقف احوال ایزد متعال ہوتا ہے۔ اور قیل و قال سے گذر کر مشاہدۂ جمال میں محو ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات اور مشق وجودیہ سے اسم اللہ کی نوری تحریر طالب کے سر سے قدم تک ہفت اندام میں اس طرح سرایت کر جاتی ہے۔ جس طرح عشق پیچہ درخت پر چھا جاتا ہے اور اس کے وجود کا ہر بال جوش میں آکر اللہ اللہ پکارنے لگ جاتا ہے۔ لطیفۂ قلب سرہ سرہ کا

شور مچا دیتا ہے۔ اور روح ھو الحق ھو الحق کی فریاد کرتی ہے اور نفس دن رات ربنا ظلمنا انفسنا کا ورد جاری رکھتا ہے۔ صاحب مشق وجودیہ معشوق بے مشقت ہوتا ہے۔ نہ اسے احتیاج خواب ہے نہ حاجت مراقبہ۔ جس امر کے لیے اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پرنور کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسے جواب با سواب سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ اور اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے۔ یہ اسم اللہ ایک آئینے کی طرح ہے۔ جس میں طالب کو دونوں جہان دکھائی دیتے ہیں اور وہ ہر مقام کو دیکھ لیتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ کا تصور دل میں کرتا ہے اس کے دل میں نور الٰہی سے ایسا شعلہ پیدا ہوتا ہے جس سے ما سویٰ اللہ سب جل جاتا ہے اور جس طرف دیکھتا ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ جو شخص اسم اللہ کا تصور دماغ میں کرتا ہے۔ اور اسم اللہ دیکھ لیتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں کبھی نیند نہیں آتی اور ہر گھڑی اور ہی مقام میں پہنچتا ہے۔ اس کی خوراک مجاہدہ اور اس کا خواب مشاہدہ ہوتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کا تصور ظاہری اور باطنی دونوں آنکھوں میں کرتا ہے۔ اس کے لیے حجاب اُٹھ جاتے ہیں۔ دل اور سرّ کی آنکھیں ایک ہو جاتی ہیں۔ وہ صاحب اسرار ہو جاتا ہے۔ لیکن اس تصور پر بھی غرور نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ بھی مشق حروف ہے۔

یہ اسرار کے انتہا کی اطلاع نہیں - یہ عام وحدت ہے - توحید اصل کے
لیے بمنزلہ چابی ہے -

اسم اللہ ذات کے تصور سے توحید منکشف ہوتی ہے - اسم اللہ ذات
کا تصور دو طرح کا ہوتا ہے -

۱ تصور نور جس میں حقیقت معشوق کا مراقبہ کیا جاتا ہے -

۲ تصور مشاہدہ جس میں قرب - معرفت اور نور دیدار کا مشاہدہ ہوتا ہے -

ولایت دل میں داخل ہونے کی کونسی راہ ہے - ؟

سنو ! اول اسم اللہ کا تصور -

دوم عارف باللہ مرشد کی نظر -

معرفت کی ابتدا ، اسم ذات کا تصور اور لامکان کو عین العیان سے
دیکھنا ہے -

تین شخصوں پہ اسم اللہ تاثیر نہیں کرتا -

(۱) اول عالم بے عمل (۲) دوم اہل دنیا جس میں رحم نہ ہو (۳) سیوم تارک نماز

فوائد تصور اسم ذات

واضح رہے کہ تصور کے سات نقشوں سے ساتوں
خزانے ایک ہی ہفتہ میں حاصل ہوتے ہیں -
اور پانچ روز میں خدا سے واصل ہو جاتا ہے - یا یہ کہ یہ ساتوں نقشے سات
چابیاں ہیں - جس سے طالب اللہ کے حضوری توحید کے تالے کھل جاتے ہیں -

یا یہ کہ ان ساتوں نقشوں سے تصور کے ساتوں خزانوں کے طلسم ٹوٹ جاتے
ہیں - ساتوں جسم ساتوں اسم سے حل ہو جاتے ہیں ؎

این معما مشکل است مشکل کشا   مشکل کشاید آنکہ باشد اولیاء

تصرف کے تمام خزانے بغیر محنت ومشقت اور رنج وتکلیف کے ان سات
نقوش سے حاصل ہوتے ہیں - کیونکہ طے سے طے منکشف ہوتی ہے - وحی سے
وحی معلوم ہوتی ہے - اور اللہ تعالیٰ سے ماضی حال اور مستقبل کے حقائق معلوم
ہو جاتے ہیں - علم حاضرات کے سات نقش حسب ذیل ہیں - جو اہل یقین
اور صاحب ہدایت لوگوں کو نصیب ہیں یہ سراسر فضل اور ہدایت ہیں فقر
کے حرف ف سے فخر ق سے قرب ر سے رحمت ہے - اس قسم کا فقر شریعت
کے لباس میں فقر اختیاری رکھتا ہے - اور الفقر فخری و الفقر منی کا محب ہوتا
ہے - قولہٗ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ؎

علم حضوری توحید کا پہلا قاعدہ اسم اللہ کا تصور ہے - اس تصور سے
ظاہر میں با توفیق ہو کر مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوتا ہے
اور باطن میں اسے تحقیق نصیب ہوتی ہے - اس مشکل کشا معمے کو عالم
باللہ اولیاء بخوبی حل کرتے ہیں -

علم حضوری توحید کا دوسرا قاعدہ تحقیق ہے - اس سے فیض الفضل کا
علم حاصل ہوتا ہے - جس سے قرب رحمانی حاصل ہوتا ہے -

<u>تیسرا قاعدہ علم ہدایت لازوال ہے</u> ۔جس سے خود لامکان و لاہوت
میں ہوتا ہے ۔جس سے حیران و پریشان آدمیوں کو جمعیت بخشتا ہے ۔جو
شخص اس علم کے تینوں قواعد کو اسم اللہ ذات کے تینوں تصورات سے
ایک ہی سبق پڑھے ۔ اس سے کوئی خزانہ مخفی و پوشیدہ نہیں رہتا ۔قولہٗ
"ہم نے امانت زمین آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی ۔سو انہوں نے اس
کے اٹھانے سے اپنا عجز ظاہر کیا ۔ لیکن ظالم اور جاہل انسان نے اسے
اٹھا لیا" معرفت الٰہی ۔ توحید الٰہی ۔ مرتبہ فنا فی اللہ ۔ قرب ۔ نور اور حضور
با وصال حاصل کرنا ۔ اور مشاہدۂ جمال لازوال حاصل کرنا آسان کام ہے
لیکن اسم اللہ ربانی ۔ قہاری ۔ جباری ۔ جلالی اور جمالی کی گرانی کا
وجود میں محفوظ رکھنا سخت مشکل ہے ۔ طالب اللہ کو چاہیئے کہ ظاہر
میں فراخ حوصلہ ہو اور باطن میں جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات
صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہو ۔ نیز اس تصور سے فنا و بقا
نصیب ہوتی ہے ۔ من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ و من
عرف ربہٗ بالفناء فقد عرف ربہٗ بالبقاء ۔ یہ خدا رسیدگی
کے پہلے دن کے مراتب ہیں ۔ اس سے قلب سلیم بحق تسلیم ہوتا ہے
نفس کو مسلمان بنانا اور اس پر قدرت حاصل کرنا ۔ اسے اپنا تابعدار
بنانا ۔تصور اسم ذات اللہ حسب ذیل ہے ۔

اَللّٰہ

لِلّٰہ ۔ جو اس تصور میں آتا ہے ۔ اُسے حُسن اور راگ بھلے نہیں معلوم
ہوتے ۔خواہ وہ حُسن حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا سا ہو ۔ اور وہ راگ
خوش آوازی میں حضرت داؤد علیہ السلام کے گلے کی طرح ہو ۔کیونکہ وہ غیب کی
آواز سنتا ہے ۔ اور تجلی پروردگار کے انوار کا حسن دیکھتا ہے ۔پس جو وہ حسن دیکھتا
ہے ۔اُسے مخلوق کا حُسن دیکھنے کی کیا ضرورت ہے ۔ اُسے زندگی اور موت دونوں
حالتوں میں نفس دنیا اور شیطان بھولے سے بھی یاد نہیں آتے ۔نقش یہ ہے ۔

لِلّٰہ

لہٗ - اس تصور والے دو قسم کے ہیں - ایک طریقہ وہ جس میں ظاہر تو تصور کرے - لیکن باطن نہ کھلے یہ مرتبہ مروک کا ہے - کہ دن رات اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ کرتا ہے - دوسرا طریقہ تصور توفیق ہے - وہ غازی کا مرتبہ ہے جو تصور کر کے ایک ہی مرتبہ باطن میں دشمنوں کو قتل کرتا ہے - اور جنگ وغیرہ سے بے کھٹکے ہو جاتا ہے یعنی قیامت تک استقامت اور لازوال جمعیت حاصل ہوتی ہے - دونوں جہاں کے تماشے کا وہم و خیال رہتا ہے - اس تصور اعلیٰ میں قربِ حق تعالیٰ کے سبب نفس قلب کا لباس پہنتا ہے - اور چاروں نور میں محو ہو کر فنا فی لہٗ - کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے - حضور کی حضوری کا گواہ ھُوہے جو لہٗ سے کھلتا ہے - یہ ایک ایسا علم ہے جو توفیق کے تصور سے زبان پر اسم اعظم لکھتا ہے - مقرب ہونا اور علم لدنی سے معرفتِ الٰہی کا ابتدائی سبق پڑھنا آسان کام ہے - لیکن ناقص کے لیے یہ بھی بہت مشکل اور دشوار ہے - نقش یہ ہے -

لہٗ

ھُوَ - کا تصور نفس اور حرص و ہوا کا قاتل ہے - اس سے اپنے اوپر وحدانیت خدا ثابت ہوتی ہے - افرایت من اتخذ الھہٗ ھواہ (کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود قرار دیا ہے) جب تک تو حرص و ہوا کو نہ چھوڑے گا - خدا رسیدہ نہ ہوگا - یہ ایک معمّا ہے کہ تمام فقر کو حاصل کرنا اسم مسمیٰ سے ہے - جس سے پورے طور پر ہدایت فقر حاصل ہو سکتی ہے - جو شخص اس دائرے میں تصور توفیق اور تصرف تحقیق سے علم دعوت شروع کرتا ہے وہ صاحب حضور ہو جاتا ہے - ادر قرآنی آیات مع اللہ دور مدور پڑھتا ہے - یہ مراتب عامل دعوت کے ہیں کہ وہ حافظ رحمانی ہوتا ہے - اس کا قلب زندہ اور نفس مردہ ہوتا ہے - اور اس کی روح کو فرحت ہوتی ہے - جو شخص اس طریق سے پڑھتا ہے وہ قبور کا عامل اور حضوری میں کامل ہے - اس کا وجود مغفور ہے - اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہے - دعوت یہی ہے کہ حق الیقین کا مرتبہ ہے - اگر قہر میں پڑے تو تمام دشمنوں کو مقہور کر دیتا ہے - اور اگر اخلاص سے پڑھے تو ہر قسم کی جمعیت بخشتا ہے - اس سے انسان جوہر شناس باادب باحیا ہو جاتا ہے - اور رحمتِ الٰہی اس پر نثار ہوتی ہے - یہ دعوتِ جانبازی ہے - یا تو ایک دم میں مرجاتا ہے - یا تمام جہاں کو فتح کر لیتا ہے - اکمل اور نور الہدیٰ بن جاتا ہے ؎

چناں غرق گشتم بدریائے ھُوؔ که ازل و ابد را خبر ہم ندارم

اس حضور میں عالم باللہ مست باشعور ہوتا ہے ۔ خام کو بھی مستی ہو جاتی ہے ۔ اور مست ہوشیار بن جاتا ہے ۔ یہ مرتبۂ وصال ہے یحیی و میت ۔ فنا کو بقا تک پہنچاتا ہے ۔ لیکن بقا کو فنا نہیں کرتا ۔ اور آپ بیچ میں منصف ہو جاتا ہے ۔

لباس فقر مے پوشی شراب ھو نمی نوشی چرا در مکر مے کوشی

ھُو

محمدؐ ۔ تصور اسم محمدؐ نقش نور محمدؐ قلب حضور محمدؐ اور روح مغفور محمدؐ سے عامل کامل مومن مسلمان کو مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا دائمی معراج نصیب ہوتا ہے ۔ کیونکہ اسم محمدیؐ کا صاحب تصور لایحتاج ہوتا ہے ۔ جو شخص اخلاص سے اسم محمدیؐ کا تصور کرتا ہے ۔ ہر بات کے جواب میں نورِ محمدیؐ کے حضور سے لب کشائی کرتا ہے ۔ جو شخص اس کا تصور کرتا ہے اس میں اسم محمدؐ تاثیر کرتا ہے ۔ روشن ضمیر ہو جاتا ہے ۔ اور عظمت عظیم ۔ ہمدمئ محمدؐ ۔

قلب سلیم اور صراطِ مستقیم حاصل ہوتی ہے ۔ اور آنحضرت صلعم کا ہم جسم ۔ ہم قدم ۔ ہم زبان ۔ ہم گو ۔ ہم شنو ۔ ہم بینا ہو جاتا ہے ۔ شریعت کا لباس پہنتا ہے ۔ اسم محمدیؐ کے تصور والا نہ دم مارتا ہے نہ جوش و خروش کرتا ہے ۔ النہایت الرجوع الی البدایت ۔ شروع کی طرف لوٹ آ انجام انتہا ہے ۔ شریعت سے کوئی چیز باہر نہیں ۔ اے ۔ عزیز من اسم محمدؐ صلعم کے چار حرف ہیں ۔ جن سے دونوں جہان روشن ہیں ۔ لولاک لما خلقت الافلاک ۔ آنحضرت صلعم کی شان میں ہے ۔ معراج کا مشاہدہ آپ کی عظیم المکانی پر دال ہے ۔ عالم باللہ وہ شخص ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حرفِ میم کے تصور سے مشاہدہ کرا دے ۔ حرف ح سے مجلس محمدیؐ صلعم کی حضوری دکھا دے ۔ حرف میم دوم سے دونوں جہان کا تماشا دکھا دے اور حرف د سے درود کا شروع کرا دے ۔ جو اصل مقصود ہے یعنی آنحضرت صلعم کی کنہ معلوم کرنا ۔ محمدؐ ۔ احمدؐ ۔ حامدؐ ۔ محمودؐ ۔ یہ چاروں اسمار کفار کے قتل کے لیے ننگی تلوار ہیں ۔ من راٰنی فقد راء الحق ۔ فان الشیطان لا یتمثل بی ۔ شیطان آنحضرت صلعم کے اسم مبارک سے اس طرح بھاگتا ہے ۔ جیسے کلمہ طیب سے کافر لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ ۔ نقش مبارک یہ ہے ۔

محمدؐ

اسم فقر :- جو شخص اسم فقر کا تصور کرتا ہے لایحتاج ہو جاتا ہے ۔ اُسے تمام دنیا کے خزانوں کا تصرف اور عقبیٰ کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے ۔ جس چیز کو کہتا ہے وہ حکم اللہ سے ہو جاتی ہے ۔ وہ سلطان الفقر کے مرتبہ کو پہنچتا ہے ۔ اُسے جمعیت جز و کل حاصل ہوتی ہے ۔ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ اُس پر ظاہر ہوتا ہے ۔ بموجب اس آیت کریمہ وکفیٰ باللہ وکیلا ۔

یہ ہے اسم فقر

فقر

تصور کلمہ طیب ۔ جب سالک کلمہ طیبہ کا تصور کرتا ہے تو اس پر تمام علوم ظاہر ہو جاتے ہیں ۔ اور قرآن مجید سے اسم اعظم معلوم ہو جاتا ہے ۔ تمام ارواح انبیاء و اولیاء اللہ سے ملاقات کرتا ہے ۔ حقیقت ماضی و حال و مستقبل کی معلوم ہو جاتی ہے ۔ پہاڑ سے سنگِ پارس معلوم کر سکتا ہے ۔ جملہ جن و انس اور فرشتے اس کے تابعدار ہو جاتے ہیں ۔ اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی ۔ اگر کلمہ طیب کے تصور والا زمین پر چلے تو تمام درخت گھاس اس سے ہمکلام ہوتے ہیں اور اپنی خاصیت ظاہر کرتے ہیں ۔ اگر مٹی یا پہاڑ

کی طرف توجہ کرے اور خواہش کرے تو وہ سونا ہو جائے ۔ اگر کہے آگ یا پانی پیدا ہو جائے تو اللہ کے حکم سے پیدا ہو جائے گا ۔ اگر کافر کی طرف توجہ کرے تو مسلمان ہو جائے گا ۔ اگر جاہل کی طرف توجہ کرے تو عالم بن جائے گا ۔ اگر مریض کی طرف توجہ کرے تو شفایاب ہو جائے تمام چیزوں کی چابی کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ ہے ۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

توجہ :- اصلی توجہ اسم ذات اللہ کے تصور سے ہے ۔ اور نظر بھی اسم اللہ ذاتؒ کے تصور سے ہے ۔ اس قسم کی توجہ ۔ نظر ۔ تصرف اور تفکر لازوال قرب اللہ وصال کے مراتب سے ہے ۔ پس کامل جس طرف نگاہ کرتا ہے ۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عین توجہ ہو جاتی ہے ۔ خواہ کسی پر غضب کرے ۔ خواہ لطف و احسان ۔ جس کامل کو توجہ کی چابی یاد ہے ۔ اسے کسی کے لیے دعوت پڑھنے اور لب ہلانے کی کیا ضرورت ہے ۔

شرح تصور اسم ذات اللہ

جان لو کہ قادری طریق کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) زاہدی قادری (۲) سروری قادری
زاہدی قادری بہت بے شمار ہیں جیسا کہ عام لوگ۔ اور سروری قادری وہ ہے جو
ایک نظر سے اللہ کے طالب کو اللہ تک پہنچا دے۔ اور واصل بحق کر دے۔ نیز
سروری قادری اسے کہتے ہیں جسے دو جہانوں کے سردار حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے دستگیری فرما کر حضرت شاہ محی الدین عبد القادر جیلانیؓ کے سپرد فرمایا
ہو۔ حضرت پیرانِ پیر اسے نوازیں اور اس کا دل خدا سے لگا دیں۔ اور
دل کو روشن کرنے والی بارہ برس کی ریاضت سے یہ بات بہتر ہے۔...
راہِ فقر کے لیے علم ضروری ہے۔ جو عالم نہ ہو وہ گمراہ ہوتا ہے۔ علم رفیق
اور جانی دوست ہے۔ وہ زاہد جو بے علم ہو شیطان ہے۔ علم کیا چیز ہے؟
یہ علم شریعت ہے۔ جو عین توحید ہے۔ اور راہِ فقر کے سوا علم شریعت سراسر
پریشانی ہے ؎

ہر مراتب از شریعت یافتم　　پیشوائے خود شریعت ساختم

ولی اللہ اسے کہتے ہیں جو چار تاریکیوں سے نکلے۔ (۱) ظلماتِ خلق (۲) ظلمات دنیا
(۳) ظلمات نفس (۴) ظلمات شیطان۔ اور ان چار نوروں میں آئے۔ یعنی (۱)
نور علم (۲) نور ذکر (۳) نور الہام (۴) نور معرفت با قرب حضور چنانچہ نور لقاء کی
ذات میں غرق ہو جائے۔ اللہ ولی الذین آمنو یخرجہم من الظلمت الی النور

قادری سلک سلوک میں مرشد کامل سے ازلی فیض طالب صادق کو نظر اور توجہ باطنی
سے دم بدم۔ قلب با قلب۔ روح با روح۔ سرّ با سرّ۔ نور با نور قیامت تک پہنچتا رہے گا
مرشد کے لیے لازم ہے کہ مرید کو اول تصور اسم ذات بخش کر چنبے کی بوٹی اللہ اس
کے دل میں لگا دے۔ بعد ازاں اسے نفی اثبات کی تلقین کرے۔ جس سے نفس
مطمئنہ حاصل ہو کر قلب۔ روح اور سرّ ہر چہار کو یکتائی حاصل ہو۔ اور فقیر توحید مطلق
میں داخل ہو جائے۔ ورد و وظائف کی راہ میں نفسانی اور شیطانی خطرات بہت
زیادہ ہیں۔ جن کا مقابلہ کرنے کے لیے بایزیدؒ اور رابعہ بصریؒ جیسی ہمت اور مجاہدہ
کی ضرورت ہے۔ روایت ہے کہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ میں رہتے ہوئے
ساری زندگی نفس کی خواہش کی مخالفت میں کھجور نہیں کھائی۔ نزع کے وقت چھت سے
دو کھجوریں آپ کی جھولی میں آ گریں۔ نفس نے اس وقت بھی ترغیب دی کہ آخری وقت
ہے اب تو کھا لو۔ آپ نے کھجوریں اٹھائیں اور دور پھینک دیں اور فرمایا اب تو اللہ
کے پاس جا کر ہی کھاؤں پیوں گی۔ معلوم ہوا کہ مجاہدہ کی طریق نفس کو زیر کرنے کی
راہ بڑی دور دراز ہے اور اس میں نزع کے وقت تک خطرہ ہی خطرہ ہے۔ صرف
رابعہ بصریؒ جیسی ہمت اور خدا کا فضل ہی شاملِ حال ہو تو اس باطن کے چور پر قابو
پایا جا سکتا ہے۔ صرف تصور اسم ذات کا راستہ ہی وہ طریقہ ہے جس
میں نفس اول ربنا ظلمنا انفسنا کا ورد شروع کرتا ہے اور باقاعدہ تائب ہو کر
کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضور صلعم نے
صحابہ کرام رضوان اللہ کی جماعت سے فرمایا۔ ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان پیدا ہوتا

ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے ساتھ بھی ؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ لیکن وہ کلمہ طیب پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ نفس کو قتل کرنا مقصود نہیں ہے جیسا کہ غیر مذاہب میں وجودِ انسانی کو طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کیا جاتا ہے بلکہ قادری سروری سلسلہ میں نفس کو دوست بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی اسے مسلمان اور تائب کرکے نیکی کی راہ پر لگا دیا جائے۔ تاکہ وہ ضمیر کا ہم آواز اور ہم نوا بن کر نیکی کا حکم دینے لگے۔ نفس کی اصلاح کے لیے بنیادی نسخہ تصور اسم اللہ ذات ہے۔ جتنا یہ تصور حاصل ہو جاتا ہے۔ اتنا اور اُسی نسبت سے نفس مسلمان ہو جاتا ہے ؎ جے کر نفس اساڈا بیلی نال اساڈے سدھا ہُو۔ سلطان العارفینؒ جامع الاسرار میں فرماتے ہیں "نفس۔ شیطان اور دنیا خدا کے شریک نہیں ہیں۔ تجھے نفس کی حقیقت ہی معلوم نہیں۔ نفس تو خدا کی راہ دکھلاتا اور مقام کبریا تک پہنچاتا ہے۔ اگر نفس نہ ہوتا تو کوئی خدا تک نہ پہنچتا۔" اور یہ راہ تصور اسم ذات سے طے ہوتا ہے۔ تصور کیا ہے ؟ "تصور مطلق ایک توفیق الٰہی ہے۔ اور صاحب تصور کے قبضے میں ہر اقلیم کی بادشاہی ہے۔ تصور مثل عصائے موسویؑ اور آتش گلشن گل بہار ابراہیمی ہے۔ اور معراج محمدؐ رسول اللہ صلعم ہے۔ تصور مثل جام جہاں نما ہے۔ یا آئینہ سکندری ہے۔ علم تصور حضرت آدم علیہ السلام کے علم الاسماء کی طرح ہے۔ تصور ایک باطنی گنج ہے۔ اور صاحب تصور لایحتاج بے رنج ہے۔ تصور ایک ایسی کیمیا ہے کہ کل و جزکیمیا اہل تصور کے قبضے میں ہوتی ہے۔ صاحب تصور عامل مقرب رب۔ جملہ عالم پر غالب اغلب ہوتا ہے۔ جس وقت صاحب تصور غیب الغیب اللہ تعالیٰ کی جانب اسم اللہ سے متوجہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر مہربان کرکے اس سے بذریعہ الہام ہم سخن و ہم کلام ہو جاتا ہے۔ تصور سے اہل تصور اللہ تعالیٰ

کے حضور پہنچ جاتا ہے۔" (نور الہدی کلاں ص۵۸) الغرض تصور اسم ذات ہی فقر کی ابتدار اور انتہا ہے۔ جو مرشد طالب اللہ کو ابتدار میں ذکر۔ فکر۔ مراقبہ تلقین کرتا ہے۔ وہ باطنی سلک سلوک سے ناواقف اور راہزن ہے۔ مرشد قادری سروری طالب کو اسم اللہ خوشخط لکھ کر اس کے ہاتھ میں دیتا ہے تاکہ وہ اس کا تصور کرے۔ اور آنکھیں بند کرکے باطنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرے۔ اور کوشش کرے تاکہ اسم اللہ کا نقش طالب کے دل پر ٹھیک ٹھیک جم جائے۔ جس سے تجلیات الٰہی کا ظہور ہر دم ہر لحظہ ہو۔ اور شعلیٰ انوار متجلی ہو۔ جس میں مستغرق ہو کر طالب اپنی مراد کو پہنچے اور مشرف بالقار ہو۔ مجلس محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہو۔ اور فقیر فنا سے نجات حاصل کرکے بقار کے مراتب کو پہنچ جائے۔ جب تصور پختہ ہو جائے گا تو با تصور بے دلیل نماز نصیب ہوگی۔ جیسا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو اپنے رب کو دیکھ اور اگر تجھے یہ تصور حاصل نہ ہو تو یہ گمان کر کہ وہ ذات تجھے دیکھ رہی ہے۔ اور یہ کم درجے کی نماز ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ با تصور بے دلیل نماز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو حاصل تھی۔ جیسا کہ عین نماز میں مولا علی شیر خدا کے جسم سے تیر کھینچا گیا تو آپ کو ذرہ بھر تکلیف نہ ہوئی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ اگر دنیا کی محبت ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی دل میں ہوگی تو یہ نماز حاصل نہ ہوگی۔ روایت ہے کہ مسجدِ نبوی میں حضور صلعم نے عمرؓ فاروق اور مولا علیؓ شیر خدا سے پوچھا کہ

وہ کیسی نماز پڑھتے ہیں ؟۔ اصحاب رسول اللہ نے عرض کی حضور۔ باتصور بے دلیل نماز انہیں حاصل ہے ۔ رسول پاک نے فرمایا اٹھو اور میرے سامنے نماز پڑھو اور تم میں سے جو باتصور بے دلیل نماز پڑھے گا اسے انعام میں یہ سُرخ یمنی چادر دوں گا — دونوں اصحاب رسولؐ نماز میں مصروف ہو گئے اور سلام پھیر کر ہنسنے لگے ۔ اور ہر ایک نے عرض کی مجھے خیال رہا کہ میرا ساتھی اور بھائی یہ چادر حاصل کر لے گا یہ حکایت صحابہؓ کی شان میں کسی کمزوری کے اظہار کے لیے نہیں بیان کی گئی کیونکہ اصحاب رسول صلعم تو آسمان رسالت کے درخشندہ ستارے ہیں ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے دل میں دنیا کی محبت ایک چادر کے برابر بھی ہو گی تو اسے باتصور بے دلیل نماز کی توفیق نہ ہو گی ۔ اسی لیے غوث الاعظم حضرت پیر دستگیر نے فرمایا "جو تجھے کل چھوڑ دیں گے تو ان کو آج ہی چھوڑ دے" اس لیے مردوں کا کام یہ ہے کہ تصور اسم ذات سے (۱) فانی نفس ہوں (۲) بقائے روح حاصل کریں۔ (۳) عین بعین دیدار سے مشرف ہوں ۔

صاحب مناقب سلطانی قبلہ حامد سلطان علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ قادری مشائخ کرام خصوصاً حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ تصورات کے بارے میں اکثر یوں فرماتے ہیں کہ اسم محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسم اللہ ذات کے نیچے موٹا اور خوشخط لکھا ہُوا ۔ اس طرح تصور کرنا چاہیے (اللہ محمد) پس یہی طریق آسان اور افضل ہے ۔ اور سلسلہ قادریہ نے اسی کو اختیار کیا ہے ۔ اس شغل میں تینوں لحاظ ملحوظ رکھے ۔

اوّل ۔ پاس انفاس ۔

دوم ۔ ماسویٰ اللہ کے فنا کا فکر ۔ اور اللہ تعالیٰ کی بقا کا فکر یعنی ذات میں محو ہونا

سوم ۔ اسم اللہ اور اسم محمدؐ کے نقش کا تصور دل کے صفحہ پر ۔

تصور اسم اللہ کے لیے بہت سے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں ۔ کاغذ پر لکھ کر آئینہ میں منقش کر کے ۔ یا عام شیشہ میں اسم اللہ لکھ کر قلب بناتے ہیں اور خالی جگہ پینٹ سے بند کر کے ۔ اس کے پیچھے روشنی رکھتے ہیں ۔ یا آجکل چمکدار دھات ریڈیم سے اسم اللہ قلب کی زمین پہ لکھواتے ہیں جو اندھیرے میں چمکتا ہے ۔ زمین قلب کا رنگ سیاہ ۔ اور کبھی سُرخ بناتے ہیں ۔ اسم اللہ سفید ۔ سنہری یا سیاہ لکھتے ہیں ۔ اگر قلب سُرخ رنگ کا ہو ۔ اور اس میں اسم اللہ ذات سیاہ ۔ یا سنہری ہو تو اس سے مقصود جلدی حاصل ہوتا ہے ۔ اسم اللہ کے نیچے اسم محمدؐ صلعم کا بھی تصور کیا جائے ۔ تو حُسن جلالیت اور جمالیت کا توازن پیدا ہو جاتا ہے ۔ ابتدا میں اگر کچھ وقت ہو تو ہمت نہ ہارے ۔ کیونکہ اسم اللہ کو تصور میں لانا بہت مشکل کام ہے ۔ کیونکہ ہر رطب و یابس کا علم قرآن مجید میں ہے اور قرآن مجید کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ میں ہے ۔ اور کلمہ طیب اسم اللہ و اسم محمد صلعم میں ہے ۔

اسم اللہ بس گراں است بے بہا — ایں حقیقت را بداند مصطفیٰ
(کس نداند ایں حقیقت جز محمدؐ مصطفیٰ)

تصور اسم ذات صرف طالب مولیٰ کا نصیب ہے۔ طالب دنیا کے دل میں
قرار نہیں پکڑتا۔ اسم اللہ شیٔ طاھرٌ لا یستقرُّ الا بمکانٍ طاھر۔ ہاں
مرشد کامل جیسے میرے ہادی سلطان الفقر سر اسرار ذات یاھُوؒ فقیر باھُوؒ
چاہیں تو نیم نگاہ سے بے نصیب کو بانصیب کر سکتے ہیں۔ اگر کسی
شخص کے وجود میں اسم ذات قرار نہ پکڑے تو اسے چاہیئے کہ وہ
باطنی صفائی کے لیے دائمی مشق وجودیہ کرے۔ عارف باللہ ذات حروف
اس شخص کو کہتے ہیں۔ جس نے حروف اسم اللہ (ا۔ل۔ل۔ہ) کا
بالترتیب تصور کیا ہو۔ ان حروف کے تصور سے جملہ علوم بلاتحصیل حاصل
ہو جاتے ہیں۔ اور عارف حروف پر دنیا و آخرت کی ہر چیز ظاہر ہو
جاتی ہے۔ اور ایسا شخص اولیاء عظام کی صف میں داخل ہو جاتا ہے۔
صاحب تصور حروف کو دائمی سرور رہتا ہے۔ جب وہ باتصور استغراق
میں ہوتا ہے تو فنا فی اللہ بقاء باللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ حضرت
بُلھے شاہ قادری شطاری قصوریؒ کو صرف حرف اعظم الف کا استغراق
حاصل تھا۔ جس کی واردات کی شدت کے پیش نظر آپ بے اختیار
پکار اُٹھے۔ "اکو الف تیرے درکار علموں بس کریں او یار"۔ جس
طالب کو اسم اللہ کا تصور کرنے میں مشکل پیش آتی ہو۔ اس کے لیے
لازم ہے کہ حرف الف (ا) کے تصور کا اثبات کرے۔ تاکہ ظاہر باطن

ہر جگہ الف نظر آنے لگے۔ آنکھیں بند کر کے اپنے قلب میں الف کا
مشاہدہ کرے۔ تاکہ شعلیٰ انوار متجلی ہو اور طالب اس میں غرق ہو کر
واصل باللہ ہو جائے۔

حضرت نور احمد سلطانؒ سے منقول اسم ذات کی تختی لکھنے اور
اسے ۴۱ یوم تک دھو کر پینے سے اسم ذات انسان کے وجود میں پوری
طرح رچ جاتا ہے۔ ترتیب و ترکیب حسب ذیل ہے۔

(۱) لسوڑے کی لکڑی سے تختی بنائیں۔ عرق گلاب و زعفران سے
سیاہی تیار کریں۔

(۲) ۶۶ بار حسب ذیل درود پڑھیں۔ یاحضرت محی الدین احضرو
اللھم صلے علیٰ نور محمدٍ فی الارواح۔

(۳) نماز فجر کے بعد تختی پر ۶۶ بار اسم ذات لکھیں۔ اور ۴۱ یوم ہر روز دھو کر پئیں۔

ابسم ا اللہ ابسم اا اللہ اابسم ااا اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

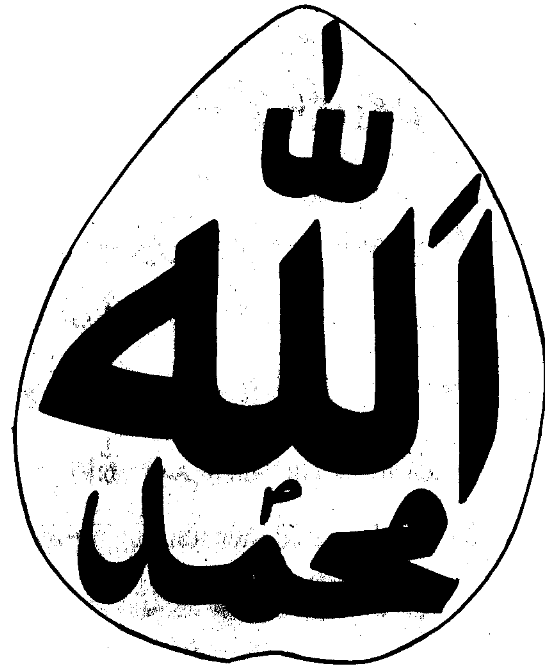
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

(۴) اسم ذات اللہ و اسم محمدؐ سرور کائنات ظاہری و باطنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں۔



چشم را بکشا ببیں از اسم نور
اسم اللہ مے برد با تو حضور

نوٹ:- کتاب سلطان الاذکار فی کشف الاسرار من جوہر القران مع شرح علیحدہ علیحدہ یازدہم ابواب میں شائع کی جا رہی ہے -

باب اول - دربیان تصور اسم ذات اللہ

باب دوم - دربیان ذکر کلمہ طیب - ذکر زبانی - ذکر دم - ذکر قلبی - روحی ذکر سری و ذکر خاص الخاص نفی اثبات -

باب سیوم و چہارم - دربیان ذکر مراقبہ مع بیان مجالستہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب پنجم - دربیان مشق وجودی -

باب ششم - دربیان دعوت - دعوت اسم اعظم - دعوت سورۂ مزمل شریف و دعوت قبور مع دعوت دعائے سیفی -

باب ہفتم - حاضرات نودنہ - نام باری تعالیٰ و حاضرات حروف تہجی - علم کیمیا - تسخیر - روشن ضمیری - نفی اثبات - حضوری - امیرالکونین فنا اور بقا - علم لدنی - لوح محفوظ کا مطالعہ - معراج لایحتاج اور مجلس محمدی صلعم میں حاضر ہونے کی کلیدات کا بیان -

باب ہشتم - رسالہ روحی شریف مع شرح -

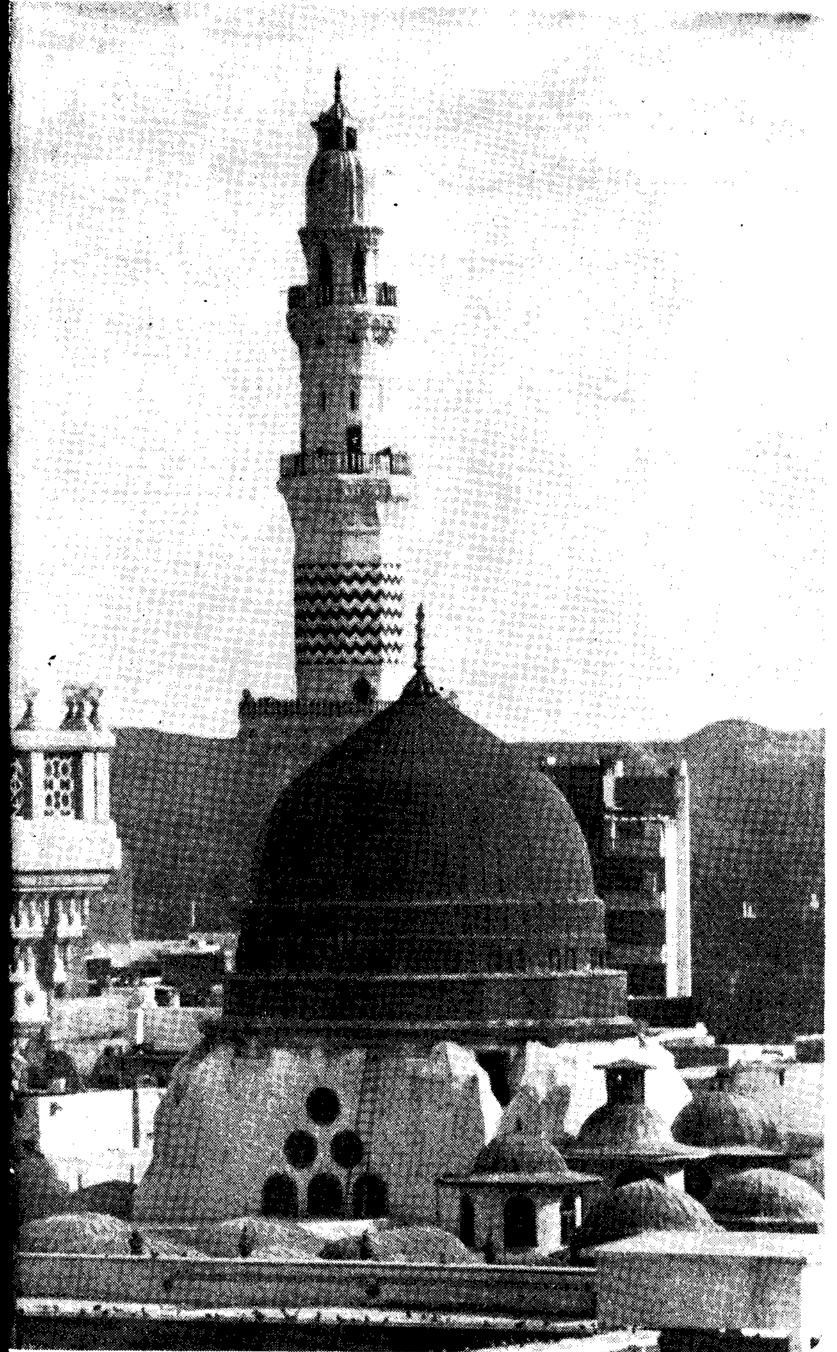
باب نہم و دہم - فوائد اسمار الحسنیٰ مع ترکیب و درود کبریت احمر -

باب یازدہم - حرف آخر شریعت طریقت - حقیقت اور معرفت -

باب دوم در بیان ذکر کلمہ طیب

۵ ہور دوا دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ہُو
کلمہ دور زنگار کریندا کلمے میل اتاری ہُو
کلمہ ہیرے، لعل، جواہر، کلمہ ہٹ پساری ہُو
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں باہو کلمہ دولت ساری ہُو

قولہٗ تعالیٰ - فَسْئَلُوا اَھْلَ الذِّکْرِ اِن کُنْتُمْ لا تعلمون - اگر تمہیں معلوم نہ ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو - الحدیث :- ذکر واللہ فرضٌ قبلَ کُلِّ فَرْضٍ - تمام فرضوں سے پہلا فرض ذکر الٰہی لا الٰہ الا اللہ مُحمّد رسول اللہ - من قال لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ - فقد دخل الجنۃ جملہ نصیبوں تمام قسمتوں اور کل خزائن علم وحکمت کی کنجی کلمہ طیّب ہے - اور اصلی کلمہ پڑھنے والا کوئی شخص بے نصیب اور بے قسمت نہیں - کلمہ طیّب میں چوبیس حروف ہیں اور ہر حرف میں ہزار علم حکمت اور گنج تصرف ہیں - مرشد کامل توجہ سے کلمہ طیب منکشف کرتا ہے اور ہر علم کلمہ طیب سے ظاہر کرتا ہے - یہ بالکل سچ ہے - کیونکہ حق سے حق ہے - مرشد کامل اس سے طالب کو ہر ایک مطلب دکھا سکتا ہے - اسے صاحب حضوری اور ولی اللہ بنا دیتا ہے - کلمہ طیبہ اور اس کے حاضرات کے وسیلے اس طرح حضور میں پہنچا دیتا ہے - کہ پھر اسے جمعیت و نصیب کی احتیاج نہیں رہتی - قلب عین کو کہتے ہیں - صاحب قلب عین کے سوا کسی اور کی جستجو نہیں کرتے - اغمض عینک - اسمع فی قلبک یا علیؓ لا الٰہ الا اللہ مُحمّد رسول اللہ



اے علی ! اپنی آنکھیں بند کرے اور اپنے دل میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سُن - واضح رہے کہ کلمہ طیّب کے چوبیس حروف ہیں اور دن رات میں چوبیس گھڑیاں ہیں اور دن رات میں انسان چوبیس ہزار سانس لیتا ہے - جب فقیر خاص حضوری تصدیق اور اخلاص سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے تو کلمہ پاک کے ہر حرف کے بدلے - ہر ایک گھڑی کے گناہ اس طرح جل جاتے ہیں - جس طرح خشک ایندھن آگ سے - اور کلمہ کے ہر حرف سے ایک ہزار علم منکشف ہوتے ہیں - اور ہر علم سے ہزار علم ظاہر ہوتے ہیں - اس تمام مجموعہ سے ذاکر عارف باللہ اور مقرب حق ہو جاتا ہے اور اس پر رازِ الٰہی منکشف ہوتے ہیں - مجھے ان احمق اور بے شعور آدمیوں پر تعجب آتا ہے - جو مردہ دل مغرور ہیں - اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور دست بیعت و حکم کے بغیر اور تلقین و تعلیم کی قوت نہ رکھتے ہوئے اندھا دھند تقلید کرتے ہیں - انہیں کلمہ طیّب کی کنہ کی خبر نہیں ہوتی اور نہ انہیں تعلیم طالبان کی کنجی کی خبر ہوتی ہے - ایسے لوگ جب ذکر کی تلقین کرتے ہیں - مریدوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا - ان کا نفس گناہوں کی خواہش کو نہیں چھوڑتا اور معرفتِ الٰہی کی راہ ان پر نہیں کھلتی - ذکر کی اصل بنیاد توحید ہے - کامل مرشد جب اسم اللہ ذات کے تصور سے طالب کو دریائے توحید میں غوطہ دیتا ہے تو اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے - بعد ازاں کلمہ طیّب کی اجازت دیتا ہے - جب طالب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے تو دل کی آنکھ روشن ہو جاتی ہے اور مقام معرفت پر پہنچتا ہے - اس سے ذات و صفات کا کوئی مقام اور زمین و آسمان کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی - ویسے تو یہ کلمہ جلاد - منافق اور مردہ دل بھی پڑھتے

ہیں - لیکن انہیں کلمہ شریف کی کنہ معلوم نہیں ہوتی - باشریعت میں کلمہ شریف تاثیر کرتا ہے - بے شریعت کو کلمہ سے رجعت نصیب ہوتی اور خراب ہوتا ہے ؎

راہ مے باید مرا راہ نبیؐ — ہر کہ راہ رفت دیگر شد شقی

کلمہ طیب پڑھنے والے میں چار چیزیں ہونی چاہئیں -

اول جو شخص تصدیق قلبی سے نہیں پڑھتا وہ منافق ہے -

دوم جو شخص حرمت سے نہیں پڑھتا وہ فاسق ہے -

سوم جسے کلمہ پڑھنے سے حلاوت - لذت - جمعیت اور اخلاص حاصل نہیں ہوتا وہ ریاکار ہے -

چہارم جو کلمہ کی تعظیم نہیں کرتا وہ بدعتی ہے - الغرض کلمہ طیب پڑھتے وقت - تصدیق قلبی - حرمت - حلاوت اور تعظیم کا ہونا ضروری ہے - واضح رہے کہ کلمہ طیّب کے شروع میں لا اس واسطے رکھا گیا ہے کہ لا کی شکل قینچی کی ہے - یہ قینچی گناہوں کو اس طرح کترتی ہے جس طرح عام قینچی کپڑے کو - نیز لا کی شکل دو دھاری تلوار کی سی ہے جو نفس قاتل کو قتل کرتی ہے - لا سے ماسوی اللہ کی بالکل نفی ہو جاتی ہے - اس کے بعد الا اللہ ہے جس سے اثبات ہوتا ہے اور محمد رسول اللہ کے اسم سے جمعیت با ایمان حاصل ہوتی ہے - ایمان اور روح متفق ہو جاتے ہیں - نفس ہمیشہ تصدیق قلبی سے مرتا ہے - جسے تصدیق حاصل نہیں وہ منافق ہے - مسلمان تو صرف زبان سے کلمہ طیّب کہنے سے ہو سکتا ہے - لیکن مومن اسی وقت ہوتا ہے جب تصدیق قلبی بھی اس کے ساتھ شامل ہو - جو شخص زبان سے بھی کلمہ طیّب کا اقرار نہیں کرتا وہ کافر ہے - زبانی اقرار کے دو گواہ ہوتے ہیں -

اول مشکل یا آسانی کے وقت سچ بولنا ۔
دوسرے حلال کھانا خواہ نمک کے بغیر خشک کھانا ہی ملے ۔ یہ حلال خشک
کھانا حرام کی روغنی اور لذیذ روٹی سے کہیں بہتر ہے ۔
اسی طرح تصدیق قلبی کے بھی دو گواہ ہیں ۔
اول دلی محبت ۔
دوم معرفت مولیٰ ۔ ایسے صاحب تصدیق کی طلب سلب نہیں ہوتی ۔ اسلام
کی بنا ایمان مجمل اور ایمان مفصل کلمہ شہادت ہے ۔ اس سے خاتمہ بالخیر ہوتا ہے ۔ کیا
تجھے معلوم نہیں کہ صاحب تصدیق اللہ تعالےٰ کا منظور نظر ہوتا ہے ۔ اور اس پر اللہ تعالےٰ
کی رحمت کی نگاہ ستر ہزار مرتبہ پڑتی ہے ۔ تصدیق قلبی کے چار لباس ہیں ۔ اول نور ایمان
دوم تقوےٰ سوم ذکر قلبی چہارم ذکر روحی ۔ جس طرح زبان گوشت کا لوتھڑا ہے ۔ تصدیق
قلبی اس وقت ثابت ہوتی ہے جب دل اپنی زبان کھول کر یا اللہ کہے لا الٰہ الا
اللہ محمد رسول اللہ جس قلب کا روح سے تعلق ہوتا ہے ۔ وہ تصدیق میں لپٹا
ہوتا ہے ۔ ایسا قلب باآواز بلند گواہی دیتا ہے کہ میں نے اس کے تمام احکام قبول کیے

ے علم تابع ذکر ذکر کش خوش بخواں   از ذکر روشن شود علین العیان

ذکر کا تعلق روح سے ہے ۔ علم ادب کا تعلق نفس مطمئنہ سے ہے ۔ مطلب یہ کہ حضور
پاک صلعم کے صحابہؓ کو ظاہری علم نہ تھا ۔ کلمہ طیبّ کے ذکر، ذکر خفی ۔ ذکر قلبی ۔ ذکر روحی
اور ذکر سرّی کے سبب انہیں علم لدنی حاصل ہوگیا تھا ۔ تو علم پر مغرور نہ ہو ۔ علم وہ
ہے جو تجھے صاحب حضوری بنادے ۔ علم پانچ ہیں اور عالم بھی پانچ ہیں ۔ جو عالم ان
پانچ علموں کو حاصل کرلیتا ہے وہ باعتبار و باافتخار رہے ۔ وہ پانچ علم اور پانچ عالم حسب

ذیل ہیں ۔ (۱) علم اللسان ۔ عالم اللسان (۲) علم القلب ۔ عالم القلب (۳) علم الروح ۔
عالم الروح (۴) علم السّر ۔ عالم السّر اور علم خفی ۔ عالم خفی ۔ جو شخص ان تمام علوم کو حاصل
کرلیتا ہے ۔ اسے معرفت اور توحید الٰہی کا نور ۔ فنائے نفس اور مشاہدہ نور حضور
نصیب ہوتا ہے ۔ ان علوم سے قلب زندہ ہوجاتا ہے اور روح آفتاب کی طرح
روشن ہوجاتی ہے ۔ نیز ان سے فیض فضل اور ثواب حاصل ہوتا ہے ۔ تاریکیوں
کے پردے دور ہوتے ہیں ۔ تجلیات اسرار ربانی نمودار ہوتی ہیں ۔ علم خفی سے
مجلس نبوی صلعم کی حضوری نصیب ہوتی ہے ۔ عالم علم خفی کو کامل انسان اور
خیر البشر کہتے ہیں ۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی ۔ یہ تمام علوم توحید کے
متعلق ہیں ۔ یہ تمام علوم اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیب لا الٰہ الا
اللہ محمد رسول اللہ کی کنجی سے حاصل ہوتے ہیں ۔ توحید اور سلک سلوک
کے علم صاحب حضوری کو معلوم ہوتے ہیں ۔ نفس پلید ذکر دوام کے بغیر اور کسی
چیز سے پاک نہیں ہوتا ۔ یہ تلاوت ۔ نماز ۔ روزے ۔ ریاضت فقہ اور علمی
مسائل سے پاک نہیں ہوتا ۔ اس کا علاج صرف ذکر دوام ہے ۔ اور ذکر دوام کا مطلب
یہ ہے کہ دمبدم توحید میں غرق رہے اور اپنے آپ کی ہوش نہ ہو ۔ اگرچہ ظاہر
میں عام لوگوں کے پاس بیٹھا رہے ۔ ذکر دوام کا تعلق صرف قلب ۔ روح اور سرّ
سے ہی نہیں ۔ بلکہ تمام وجود میں اس کی جگہ ہے ۔ جس طرح سارے وجود میں جان
ہے ۔ اسی طرح ذکر کا مقام بھی سارا وجود ہی ہے ۔ نفس کسی حال میں بھی آرام و قرار
نہیں پکڑتا اور بود سے نابود نہیں ہوتا ۔ یہ نافرمان نفس مطیع نہیں ہوتا اور دن رات
غلام کی طرح تابع حکم نہیں ہوتا مگر اسم اللہ ذات کے تصور اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ

محمد رسول اللہ کی تاثیر سے یہ دونوں چیزیں نفس کو اس طرح جلا دیتی ہیں جس طرح آگ لکڑی کو۔ جب شیطان کسی مردہ دل طالب دنیا کے وجود میں داخل ہوتا ہے تو اس کے نفس امارہ کو دنیاوی طمع کا علم سکھاتا ہے اور اس کے اندر خناس - خرطوم اور وسوسہ ہائے خطرات کو زندہ کرتا ہے۔ طمع کے علم سے وہ انسانوں پر غالب آتا ہے جس سے وہ شیطان کا کہا ماننے لگتے ہیں۔ اور حرص وطمع نہیں چھوڑتے شیطان کے پاس اگر کوئی چابی ہے تو یہی علم طمع کی ہے۔ لیکن یاد رہے وہ تین آدمیوں کے وجود میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اول۔ جس میں نور ایمان ہے اور سچے دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے۔

دوم۔ جس کے دل پر اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔

سیوم۔ وہ شخص جس کا بال بال لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے۔ مسلمان کی ابتدائی اور انتہائی جڑ ذکر ہے۔ ذکر جہر اقرار زبانی ہے۔ اور ذکر خفیہ تصدیق دلی ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً۔ اپنے رب کو پوشیدہ وخفیہ گڑگڑا کر یاد کرو۔ جب دل با تصدیق زبان کھول کر جنبش میں آتا ہے۔ اور یا اللہ یا اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے۔ تو اقرار اور تصدیق دونوں باتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ جو شخص قلبی ذاکر ہوتا ہے۔ اس کے دل پر ذکر الٰہی اس طرح غالب آجاتا ہے کہ نفس امارہ تابع ہو جاتا ہے اور اس کی زبان ناشائستہ کلام بالکل ترک کر دیتی ہے۔ ذکر جلی میں حسب ذیل فائدے ہیں۔ (۱) صفائے قلب (۲) غافلوں کی تنبیہ (۳) اللہ تعالےٰ کے دشمنوں کا محاسبہ (۴) دین کا ظاہر کرنا (۵) شیطان

اور نفسانی خیالات۔ خطرات کا زائل کرنا (۶) اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا (۷) غیر اللہ سے منہ موڑنا (۸) اللہ تعالےٰ اور بندے کے درمیان سے حجاب کا دور ہونا۔

ذکر جہر سے جو ہر پیدا ہوتا ہے جس کا نام جمال بین الحق الیقین ہے۔

حاضرات کلمہ طیبہ رویت الٰہی کے وقت عارف باللہ کو اللہ تعالےٰ کی اس قدر نعمتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ جو وہم اور فہم میں سما نہیں سکتیں۔ یہ مرتبہ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات سے حاصل ہوتا ہے۔ کلمہ طیب کا طریقہ ایک مسلمہ اور محققہ بات ہے۔ کلمہ طیبہ کی حاضرات کی چابی سے دل کا قفل کھل جاتا ہے اور انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ سیدھی راہ معلوم ہو جاتی ہے۔ تحقیق کا راستہ ہاتھ آتا ہے۔ یہ سب کچھ کامل مکمل اکمل جامع سروری قادری مرشد سے جو ذکر کے جواہرات اور فکر کا خزانہ عطا کرنے والا ہوتا ہے حاصل ہوتا ہے۔ وہ مرشد عہد الست اور کن فیکون سے ایسا ہوتا ہے۔ حدیث الآن کما کان کا یہی مطلب ہے۔ یہ تمام مراتب اس شخص کو حاصل ہوتے ہیں جسے مجلس محمدیؐ صلعم کی حضوری حاصل ہو۔ واضح رہے کہ تمام ترک وتوکل۔ تمام ذکر وصال۔ تمام دعوت اور رجعت لازوال۔ تمام ابتدا اور انتہا اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ کے حاضرات سے ایک لحظہ کے اندر حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ باتیں کامل سروری قادری مرشد سے پہلے ہی دن پہلے ہی سبق سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ یہ کمال اسے قادری ہونے کے سبب ہے جو قادری کسی اور طریقہ کی طرف رجوع کرے گا۔ وہ گمراہ گنہگار اور بے برکت ہے۔ ذات وصفات کے ہر مقام کی چابی کلمہ طیب ہے۔ جب

اس چابی سے دل کا قفل کھل جاتا ہے تو یہ ساری باتیں منکشف ہوجاتی ہیں۔ ریاضت کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی ریاضت جو نفسانی خواہشات پر مبنی ہے اور دکھاوے کے لیے کرتے ہیں۔ عزت و ناموس اور رجوع خلق کے طلبگار ہیں۔

دوسری ریاضت خاص جو ظاہر و باطن میں محض اللہ تعالےٰ کی خاطر کی جاتی ہے۔ اور اس راہ توحید کے لیے کلمہ طیّب بمنزلہ چابی ہے۔

جو شخص کلمہ طیّبہ کی چابی سے دل کا قفل کھول لیتا ہے۔ اس پر معرفت الٰہی کا راز کھل جاتا ہے۔ طالب لایحتاج اور بے نیاز ہوجاتا ہے۔ ایسے شخص کو حضور حاصل ہوتا ہے اور فنا فی اللہ میں مستغرق رہتا ہے۔

اسم اللہ ذات اور کلمہ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذکر سے ازل۔ ابد۔ دنیا اور عقبےٰ کا ہر ایک مقام صاف صاف دکھائی دینے لگتا ہے یہ ذاکر کے ابتدار کی حالت ہے۔ جس ذاکر میں یہ حالت نہ ہو اس کا ذکر وہمی اور خیالی ہے۔ ذکر باطنی برحق ہے۔ اس پر نکتہ چینی بے جا ہے۔ کیونکہ ذکر الٰہی سے ذاکر کو ایسا استغراق حاصل ہوتا ہے۔ گویا بے جان مردہ ہے۔ روحانی مردہ جو کچھ بھی دیکھے جائز ہے۔ عبادت وہی قبول ہے۔ جو تفکر۔ توجہ۔ تصور اور تصرف سے کی جائے اور جس میں قلبی تصدیق اور روحی توفیق ہو۔ قلبی ذکر یہ ہے کہ دار الفنار سے قطع تعلق کر کے دار البقار کا رُخ کیا جائے۔ اور روحی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رویت اور لقار کا شوق ہو۔ پس معلوم ہوا کہ اگر کامل فقیر سو جائے تو خواب میں بھی نور ذات کے مشاہدہ میں مستغرق رہے گا۔ اگر بیدار ہوگا تو بھی فنا فی النفس اور باقی الروح ہو کر دیدار

کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور کلمہ طیّب کے ذکر سے بقا و دیدار سے مشرف ہوگا۔ عوام کا کلمہ محض زبانی بطور رسم و رسوم ہے۔ لیکن خاص کا کلمہ پڑھنا بحضور قرب اللہ حی و قیوم ہے۔ جس سے بذریعہ تصور اسم اللہ ذات رقم مرقوم حقیقت حیات و ممات معلوم ہوجاتی ہے۔

مُوتُو قَبلَ اَنتَ مُوتُو۔ مرنے سے پہلے مرجانے کا مطلب یہ ہے کہ موت کے بعد کے حالات زندگی ہی میں اس پر طاری ہوجائیں۔ یعنی جان کنی۔ حساب کتاب۔ ثواب عذاب۔ پل صراط سے گزرنا۔ بہشت میں آنا اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے حوض کوثر سے شراباً طہورا پینا۔ رب العالمین کے حضور میں پانچ صد سال سربسجود رہنا اور پھر حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں صف میں کھڑے ہونا۔ جہاں پر روحانی کلمہ طیّب کا ذکر آنا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونا۔ ظاہری آنکھ سے نہیں بلکہ دل کی آنکھ سے ہمیشہ دیدار حق میں محو رہنا۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جسے اذا تم الفقر فھو اللہ کا درجہ حاصل ہو۔ نیز وہ مرنے سے پہلے مرگیا ہو۔ یہ سب کچھ کامل مرشد اسم اللہ ذات اور کلمہ طیّب کے حاضرات و تصور سے دکھلا دیتا ہے۔ سروری قادری جامع مرشد ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

جو شخص کلمہ طیّب کی نفی لا الٰہ کی خفی کو جان لیتا ہے۔ اس سے دنیا جہان کی کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ جو شخص اس کی کنہ اور حقیقت کو سمجھ کر پڑھتا ہے۔ اس پر اثبات الا اللہ کے کل درجات کھل جاتے ہیں۔ اثبات الا اللہ کا درجہ انسان کو حاصل ہوتا ہے نہ کہ حیوان کو۔ اور محمد رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کا محرم راز ہونا یہ ہے کہ کلمہ طیّب پڑھنے والا جس وقت
چاہے توجہ سے اپنے آپ کو روضۂ نبوی صلعم میں پہنچا دے اور نبی کریم سے ہم سخن
وہم کلام ہو۔ سو معلوم ہوا نفی لا الٰہ قاتل نفس ہے ۔ اور اثبات الا اللہ دل کا
زندہ کرنے والا ہے اور کلمے کا حصہ محمد رسول اللہ روح کو فرحت بخشنے
والا ہے ۔

جو شخص مقام الست میں کُن کی کنہ اور مقام محمدؐی یعنی فنا فی الرسول میں محمدؐی
زبان سے کلمہ پڑھتا ہے ۔ اور کلمہ طیّب کی خاصیّت جانتا ہے ۔ تو لوح محفوظ سے جملہ
علوم لوح ضمیر میں بے کام وزبان پڑھ لیتا ہے ۔ رسم رسوم کے طور پر زبانی کلمہ پڑھنے
کا طریقہ اور ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ حی وقیوم کے قرب حضور میں کلمہ ادا کرنے کا اور طور ہے
ذکر جہر نفی اثبات ۔ نفی اثبات کا ذکر جہر تین ضربی کیجئے ۔ پہلی ضرب جو کہے ۔
قولوا قولاً سدیداً ۔ انہوں نے بڑی پکی بات کہی ۔ لا الٰہ الا اللہ
کہتا ہے اور دل پر ایسی ضرب پہنچاتا ہے کہ پہلی ہی ضرب میں ازل کا مقام کھل جاتا
ہے اور خود روشن ضمیر ہو جاتا ہے ۔ لا الٰہ الا اللہ کی دوسری ضرب سے ابد کا
مقام کھل جاتا ہے ۔ اور طالب اللہ نفسانیت کے احوال سے توبہ کرتا ہے اور
لا الٰہ الا اللہ کی تیسری ضرب سے مجلس محمدؐی صلعم کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے
اور خطاب کا منصب حاصل ہوتا ہے ۔ اور پیغمبر خدا صلعم سے صراط مستقیم ہاتھ آتا ہے
۔ ذکر پانچ ضربی ۔ کامل قادری اگر ظاہر میں ذکر جہر کرے اور کلمہ کی پانچ ضربیں
دل میں پہنچائے تو ایک لحظہ میں بے خود ہو کر حسب ذیل پانچ مقاموں پر پہنچ جائے
مقام ازل ۔ مقام ابد ۔ مقام دنیا ۔ مقام عقبےٰ اور مقام توحید فنا فی اللہ ۔ انہی پانچ

ضربوں سے معرفت فقر اور توحید کی تحصیل پوری ہو جاتی ہے ۔

قادری طالب جب سات روز کلمہ طیّب لا الٰہ الا اللہ کی ضرب دل
پر لگاتا ہے ۔ تو اس کے ساتوں اعضا سر سے قدم تک ذاکر اور منور ہو جاتے ہیں
اور ایک ہفتے کے بعد ہمیشہ کے لیے اُسے مشاہدۂ حضوری حاصل ہو جاتا ہے ۔
پس مرشد عالم باللہ وہی ہے جو اسم اللہ ذات کے تصوّر سے مقام لی مع اللہ
سے حضوری کی راہ کھول دے ۔ اور کلمہ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ محمد
رسول اللہ سے دکھا دے ۔

شرح ذکر

ذکر کیا ہے کہ وہ گویا بدن کی زکوٰۃ ہے جس طرح زکوٰۃ سے مال حلال اور پاک ہوتا ہے ۔ اسی طرح آدمی کا وجود ذکر اللہ سے کفر و شرک کی نجاست سے پاک صاف ہو جاتا ہے ۔ جس طرح کپڑا صابن سے صاف ہو جاتا ہے ۔ یہی حال ذکر اور نفس کا ہے ۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے ذکر اللہ گناہ و معصیت کو مٹا دیتا ہے اور جس طرح بارش خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے ۔ اسی طرح ذکر اللہ مردہ ایمان کو زندہ کر دیتا ہے ۔ جس طرح کہ پھل درخت کے لیے زینت ہوتا ہے ۔ اسی طرح ذکر اللہ ایمان کی زینت ہے ۔ وہ کفر و ضلالت کی تاریکی کو مٹا کر ایمان کی روشنی پیدا کرتا ہے ۔ جس دل میں ذکر اللہ نہیں وہ گویا ببول کا درخت ہے ۔ یا طعام بے نمک ہے ۔ جس طرح بغیر بسم اللہ کے جانور حلال نہیں ہوتا ۔ اسی طرح انسان کا دل بدوں ذکر اللہ کے آلائش سے پاک نہیں ہوتا ۔ ذکر ہر ایک بات کی اصل ہے ۔ نماز بھی بدوں ذکر اللہ کے نہیں ہو سکتی بلکہ وہ بہمہ وجوہ ذکر اللہ ہے ۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِينَ ٥ سورہ اعراف آخر

الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبہم ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض (پ۴ ع ۱۱)

ذکر کی دو اقسام ہیں ۔ (۱) ذکر جہر (۲) ذکر خفی

(۱) ذکر جہر ذکر زبانی ۔ آواز بلند ہے ۔

(۲) ذکر خفی کے مندرجہ ذیل مقامات ہیں ۔ ذکر دم ۔ ذکر قلبی ۔ ذکر روحی اور ذکر سرّی ہے ذکر نور یعنی ذکر حال غیر مخلوق کو کہتے ہیں ۔

جب مرشد قادری طالب کے من میں چنبے کی بوٹی اللہ لگا دیتا ہے تو اُسے نفی اثبات کی تلقین کرتا ہے ۔

ذکر نفی اثبات (۱) ۔ وہ لا الٰہ الا اللہ کا کلمہ ہے اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ بطور نماز رو بقبلہ بیٹھے اور اپنی آنکھ بند کرے اور لا کہے گویا اپنی ناف سے اس کو نکالتا ہے ۔ پھر اس کو کھینچے یہاں تک کہ داہنے مونڈھے تک پہنچے پھر الٰہ کہے ۔ گویا اس کو دماغ کی جھلی سے نکالتا ہے پھر الا اللہ کو دل پر شدت اور قوت سے ضرب کرے اور محبوبیت یا مقصودیت یا وجود کی نفی غیر حق سے ملاحظہ کرے اور اثبات اس کا ذکر مقدس میں دھیان کرے ۔ مبتدی نفی محبوبیت کا تصور کرے ۔ اور متوسط نفی مقصودیت کا تصور کرے ۔ اور منتہی نفی موجود کا تصور کرے ۔

ذکر جہری نفی اثبات کے علاوہ قادریہ مشائخ ذکر اللہ جہر یعنی بلند آواز سے ذکر اللہ کی تلقین بھی کرتے ہیں ۔

(۱) ذکر جہر اللہ ۔ یہ یک ضربی ۔ دو ضربی ۔ سہ ضربی ۔ چہار ضربی اور بارہ ضربی تک ہے

یک ضربی ذکر ۔ طریقہ یک ضربی کا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سختی ۔ درازی اور بلندی سے ۔ دل اور حلق دونوں کی قوت کے ساتھ کہے پھر ٹھہر جاوے یہاں تک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹھکانے پر آ جاوے ۔ پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے ۔

دو ضربی ذکر ۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار دل میں ضرب کرے ۔ اور اس کو بار بار بلا فصل کرے اور مناسب یہ ہے کہ ضرب خصوصاً قلبی قوت اور سختی کے ساتھ ہو تاکہ دل پر اثر ہو اور خاطر یکسو ہو جائے ۔ پریشان خاطری اور وسواس دفع ہو ۔

سہ ضربی ذکر۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں ضرب کرے کہ تیسری ضرب بلند ترا در سخت ترہو

چہار ضربی ذکر۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے۔ ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب کرے اور چاہیے کہ چوتھی ضرب سخت ترا در بلند ترہو۔ دیگر اذکار ضربی ذکر کے بارہ مشائخ سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

ذکرِ خفی :- (۱) ذکرِ دم یعنی شغل پاس انفاس۔

"الانفاس معدودة کل نفس یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میت"

ج جو دم غافل سو دم کافر ساتوں مرشد ایہہ فرمایا ہُو
سنیا سخن کھل گیاں اکھیں اساں چت مولا دل لایا ہُو
کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کمایا ہُو
مرن توں اگے مر گئے باہُو تاں مطلب نوں پایا ہُو

(ا) پاس انفاس کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ جب سانس اندر جائے تو لب ہلائے بغیر دل میں اللہ کہے اور جب سانس نکالے تو ھُو کہے اور اس پر مداومت اختیار کرے۔

(ب) ہر سانس کے ساتھ ھُو یعنی اندر بھی ھُو اور باہر بھی ھُو کہے

(ج) اسی طرح ذکرِ نفی اثبات کے لیے بھی پاس انفاس کیا جاتا ہے۔ یعنی جب سانس باہر جائے تو نفی لا الٰہ کا تصور رکھے اور جب سانس اندر کھینچے تو اثبات الا اللہ کا تصور کرے۔ اور اس عمل کو چند بار دہرانے کے بعد محمد رسول اللہ کہے۔ اس طرح دم کی نگہبانی کرے۔ پختہ ہو کر سوتے جاگتے بلا قصد ذکر جاری ہو جائے گا۔

ذکرِ ھُو ؎ عاشقاں را راہ اینست ذکرِ ھُو گوید دوام
دم بدم ھُو ذکر گوید کار آں گرد تمام

ذکرِ ھُو مقام ھویت ذات کی کنجی ہے۔ جو اس ذکر سے طلسم وجود میں توحید کے تالے کو کھول لیتا ہے۔ فوراً صاحبِ سرِّ اسرار۔ عالم ارواح سے واقف اور عین ذات میں فنا ہو کر بقا باللہ اور لقاء اللہ سے مشرف ہو جاتا ہے لیکن اس ذکر کے لیے مرشد کامل کی اجازت اور صحیح سلک سلوک اور راہ طریقت کا معلوم ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ بہت سے ذاکرِ ھُو اپنی نادانی اور کامل کی اجازت نہ ہونے سے اپنی صحت۔ کاروبار اور خانگی حالات خراب کر بیٹھے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے اپنے فائدے کی بجائے نقصان اٹھایا ہے۔ ھُو کی شان میں سلطان العارفینؒ نے فرمایا ؎

ہر کہ با ھُو دم زند جاں چاک چاک — از اسم باہُو متصل باھُو چہ باک
باہوا بسم الف از اسم او — ہر کہ باشد غیر ہُوا از دل بشو!
ہُو ہویدا می شود روشن ضمیر — واؤ وحدت مے کشد فی اللہ فقیر
باہُو یاہُو گشت تو در جسم وجاں — باہُوا یاھُو بہر مشکل بخواں
اسم اعظم باہو از ہُو بجو — ہُو حقیقت سرِّ سرش باکس مگو
ہو کلید جنت است از لامکاں — ذاکر ہو کم بود اندر جہاں
ہر کہ با ترتیب ذکر ہُو کشد — عارفاں باللہ آں بے شک بود
باہوا ہُو آں تیشے سوزد تبن — نفس کافر را بسوزا مے جاں من
باہوا ہُو ذکر باشد لازوال — واز ذکر ہُو حاصل شود قرب وصال
ہر کہ از ہو بے خبر او گاؤ خر — از ہُو ہویدا مے شود زیر وزبر

ہُو ہدایت مے شود از ہر مقام — ہُو حیات جن و انس خاص و عام
آں صفت صانع کہ باہُو شد صفات — ہر کہ باہُو محرم است آں شد نجات
ہُو بداں دو چشمۂ چشم کشار — وازواؤ وحدت بردراو کبریا
ہُو حیاتے مے دہد ازمردہ دل — ہر کہ ازہُو بے خبر آں زو خجل
ازذاکر ہُو طلب دو سہ گواہ — ترک دنیا حرص حسد عز و جاہ
باہُوا ہُو باتوئی یا تو بہ ہُو — ازذکر ہُو فریاد در دل ہر بہو
مرداں باشد زہُو پردہ کشا — برتر از عرش ببرد کبریا
ہر کہ باکبر است لعنت باد او — از ریا و کبر زاں بے زار شو
باہُوا بہر از خدا رہبر نما — ہر ہوا را زیر پارو بر ہوار
تونمی دانی حقیقت راہ دیں — لعنت است بر نغمہ مطرب لعین
ہر کہ او شد چو محمدؐ بانظر — بانظر ہرگز نہ بیند سیم و زر
وز ہُو بدریائے است زاں دُر عظیم — دُر نور احمدی وحدت قدیم

از قبر باہُو ہُو برآید حق بنام
واصلاں را ختم فقر از ہُو تمام

ترکیب ذکر ھُو ۔ ذکر ھُو چھ اقسام پر ہے ۔ (۱) اللہ ھُو (۲) حق ھُو (۳) یا ھُو (۴) ھُو ھُو (۵) حق باھُو (۶) ھُو باھُو ۔ اس ذکر کو لاہوتی ذکر کہا جاتا ہے ۔ فقیر کے لیے لازم ہے کہ ذکر ھُو بوقت تہجد کسی الگ تھلگ پاک صاف جگہ روبقبلہ بیٹھ کر کرکرے ۔ درود شریف کثرت سے پڑھے اور حسب ذیل باتیں ملحوظ رکھے ۔

۱ ۔ اپنے دم کو تصور اسم اللہ سے قید لگائے ۔ یعنی جب سانس اندر آئے تو اللہ ۔

حق ۔ یا ۔ ھُو ۔ ذکر کے ایک جُز کی گرہ لگائے اور جب سانس باہر نکالے تو دماغ کی راہ گھماتا ہوا راس الدماغ میں با تصویر ھُو کہے ۔ اور ناک کی راہ سانس خارج کرے ۔

(۲) ماسوائے اللہ کے فنا کا فکر ۔ اور ھویت ذات کے بقا اور لقار کا تصور کرے ۔

سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں ۔

ی یار یگانہ ملسی تینوں جے سر دی بازی لائیں ھُو
نال تصور اسم اللہ دے دم نوں قید لگائیں ھُو
عشق اللہ وچہ ہو مستانہ ھُو ھُو سدا الائیں ھُو
ذاتی نال جد ذاتی ملیا (مرشد) باہُو تد باہُو نام سدائیں ھُو

صاحب ذکر ھُو کے لیے لازم ہے کہ ذکر میں اس شدت سے مصروف ہو کہ اپنے آپ سے گزر جائے ۔ دوئی کا پردہ چاک کر کے ۔ غین غیریت سے نکلے اور عین ھویت ذات میں گم ہو ۔ ققنس پرندہ اسم ھُو کا ذاکر ہے ۔ جب ذکر ھُو میں مصروف ہوتا ہے تو عشق کی آگ اور ذکر کی حرارت میں جل کر راکھ ہو جاتا ہے اور جب رحمت ازلی کی بارش کا ایک قطرہ اس خاکستر پر گرتا ہے تو دوبارہ زندہ ہو کر اسی ذکر میں گم ہو جاتا ہے ۔ فقیر طالب مولیٰ کے لیے لازم ہے کہ وہ بھی ذکر ھُو سے فنا ۔ بقا اور لقا ر کے مرتبے حاصل کرے ۔

ظاہر بیں اور قیل و قال میں پھنسے ہوئے حضرات کے لیے حق باہو کا ذکر قابل اعتراض ہوگا ۔ لیکن فقرا ر صاحب دل خوب آگاہ ہیں کہ باھُو میں بائے بشریت کو اگر دُور کر دیا جائے تو عین ھُو رہ جاتا ہے ۔ اسم پاک باھُو میں یہ نکتہ بھی پنہاں ہے کہ حضرت انسان جامع ہے ۔ مراتب الہٰیہ اور مراتب کونیہ کا اور ذات وصفات

کا آئینہ ہے ۔ جو طالب مولیٰ بشریت کے پردہ کو چاک کر دیتا ہے ۔ ھویت ذات میں
گم ہو جاتا ہے ۔ سلطان العارفینؒ رسالہ روحی شریف میں فرماتے ہیں ۔ " اگر پردہ راز
خود بر اندازی ہمہ یک ذات و دوئی ہمہ احوال چشمیست " ۔ اگر تو اپنی خودی کا پردہ
درمیان سے اٹھا دے تو تجھے ایک ہی ذات جلوہ گر نظر آئے ۔ یہ تمام دوئی تیری
آنکھ کے بھینگا پن کے باعث ہے ۔ ذکر ھُو اگر بار اضافی سے کیا جاتے تو ذکر ھُو کی
گرمی بھی گم ہو جاتی ہے اور سلطان العارفینؒ کی روحانیت متوجہ ہو کر فقیر کا لامکان
سے بہت آگے مقام لاہوت میں پہنچا دیتی ہے اور فقیر فنا سے گزر کر بقا اور لقا کے
مراتب سے مشرف ہو جاتا ہے ۔

(۲) ذکر قلبی ۔ جس شخص کو ذکر قلب خاص حاصل ہوتا ہے ۔ اس کے دل کی آنکھ کھل
جاتی ہے اور اس آنکھ سے اسم اللہ اور ذکر اللہ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا ۔ ذکر قلبی یہ ہے
ینام عینی و لاینام قلبی (الحدیث) ذکر قلبی دل کو جو گوشت کا لوتھڑا
ہے کسب سے جنبش دینے کا نام نہیں ہے ۔ بلکہ ذکر قلبی سے مراد لطیفہ قلب پر
اسم اللہ اور اسم محمد صلعم چمکدار سنہری حروف میں دائمی طور پر نظر آتا رہے ۔ اور اس میں
سے شعلہ انوار متجلی ہو کر طالب مشرف بلقا ہو جائے ۔ ورنہ دل کو جنبش دینا تو ایک
عبث عمل ہے جو ایک غیر مسلم بھی سرانجام دے سکتا ہے ۔ ذکر قلبی جنبش دل کے بجائے
مشاہدہ قلبی کا نام ہے ۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے ۔ رایت فی قلبی ربی ۔
ذکر قلبی کا یہ نشان ہے کہ صاحب ذکر قلبی کا دل آئینہ کی طرح صاف و شفاف اور
باطن نما اور اس حدیث کا مصداق ہوتا ہے ۔ قلب المومن مرآۃ الرحمٰن ۔
صاحب قلب کو بجز طلب مولا کے کسی چیز کی طمع نہیں ہوتی ۔ نہ اس کے دل پر کسی

قسم کے خطرات اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں ۔ صاحب ذکر قلبی کے دل سے خرطوم
خناس وغیرہ سب اٹھ جاتے ہیں ۔ یحی القلب و یمیت النفس ۔ اسکی صفت
ہوتی ہے ۔ کیونکہ صاحب قلب یگانہ خدا اور بیگانہ از ماسوائے اللہ ہوتا ہے ۔ زندہ
دل کی کوئی شب خالی نہیں جاتی ۔ کہ وہ بجز صحبت انبیاء و فقراء و مجلس محمدی صلعم کے
گذارتا ہو ۔ صاحب ذکر قلبی اس طرح ذکر میں مشغول ہوتا ہے کہ اسے نہ نفس و شیطان
کی کچھ خبر رہتی ہے اور نہ زر و مال دنیائے فانی کی کچھ یاد ہوتی ہے ۔ اہل قلب ہمیشہ
مقام حضور و مجلس محمدی صلعم میں رہتے ہیں ۔ اور اہل اللہ و اولیاء اللہ غیر محتاج ہیں ۔ جو
شخص اپنے آپ کو اہل قلب کہتا ہو اور بادشاہوں ، امراؤں سے مدد معاش زر و
مال طلب کرتا ہو ۔ وہ اہل قلب نہیں دروغ گو اہل سلب ہے ۔ وہ اہل قلب نہیں بلکہ
اہل کلب ہے ۔ قلب تین لفظوں سے مرکب ہے ۔ ق ۔ سے مراد قرب الٰہی ۔ ل ۔ سے
مراد لقائے الٰہی اور ب ۔ سے مراد بقا باللہ ہونا ہے ۔ جس ذاکر میں ذکر قلبی کے یہ تین
گواہ نہ ہوں اسے قلبی ذاکر نہیں کہہ سکتے ۔ واضح رہے کہ انسانی دل کے چار پہلو ہیں اور
اس کا سر گل نیلوفر کی طرح ہے ۔ اس کے ہر پہلو میں ایک ایک ولایت ہے اور ولایت
کی فراخی اس قدر ہے کہ اس میں چودہ طبق سے زیادہ کی گنجائش ہے ۔ وہ ولایت یہ ہیں ۔

اول ۔ ولایت نفس ۔ جس کا ذکر زبانی اور مقام شریعت ہے ۔

دوم ۔ ولایت قلب ۔ جس کا ذکر قلبی اور مقام طریقت ہے ۔

سوم ۔ ولایت سر ۔ جس کا ذکر کانوں سے ہوتا ہے اور مقام حقیقت ہے ۔

چہارم ۔ ولایت ھُو ۔ جس کا ذکر باطن میں گم ہو کر ہوتا ہے اور مقام معرفت ہے ۔

جب قلب کا سر کھل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور بندہ کے مابین کوئی حجاب نہیں ہوتا ۔

جو قلب ایک دفعہ بیدار ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ رویت ربوبیت میں مستغرق اور دیدار الٰہی کے لیے مشتاق - عاشق - دیوانہ مبتلا اور متوجہ رہتا ہے - بعض کو خواب میں بعض کو مراقبہ میں وصال ہوتا ہے - بشرطیکہ وہ خواب خیال نہ ہو - بعض عین العیان دیکھ لیتے ہیں - ایسے لوگ - نفس حب دنیا اور خطرات شیطانی سے بہت آگے نکل جاتے ہیں - جو قلب ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے - اسے دائمی بقا حاصل ہوتی ہے اور دیدار الٰہی سے مشرف ہو کر اسی میں مستغرق رہتا ہے - زندگی میں وہ اللہ کے ساتھ رہ کر اس کی قدرت کے عجائبات سے حظ اٹھاتا ہے - قبر میں بھی نہیں مرتا - ایسے صاحب قلب کے لیے قبر بمنزلہ خلوت خانہ ہے - اور اس میں ذکر الٰہی کی برکت سے خواب فی اللہ میں ہوتا ہے - نہ اسے کیڑے کوڑے کھاتے ہیں نہ خاک - بلکہ قلب ہمیشہ کے لیے زندہ رہتا ہے - ایسا صاحب قلب قیامت کے دن قبر سے اُٹھے گا جیسے کوئی سو کر اٹھتا ہے اور وجد جذبہ اور سکر سے عرش اکبر پر سر ٹکرائے گا - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑے گا - جو اسے لطف و کرم سے فرمائیں گے کہ اے صاحب ذکر و جذب قلب ہوش میں آؤ کیونکہ آج قیامت کا دن ہے - پھر وہ شخص جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوگا - یہ مراتب ان اشخاص کے ہیں جو مرنے سے پہلے مرجاتے ہیں - صفا باطن والے قلبی ذاکر جب زندگی یا موت میں دیدار الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں تو دنیا اور عاقبت اور ان کی نعمتوں اور حور و قصور کو فراموش کر دیتے ہیں - ذکر قلبی اشخاص کو روز ازل ہی سے الٰہی فیض و فضل سے نصیب ہوتا ہے

ذکر قلبی طلب کن قرب از قلب   ذاکر قلبی بحرم راز رب

پس معلوم ہوا کہ اسم اعظم قدرت الٰہی سے قلب میں لکھا ہوا ہے اور اسم اللہ

ذات کی تاثیر سے ایمانی نور قلب کو حاصل ہوتا ہے - جس کی برکت سے وہ روشن ضمیر اور عین العیان ہو جاتا ہے - اسم اعظم اور اسم ذات اللہ کی تاثیر سے قلب میں سے ایمانی نور آفتاب کی طرح طلوع ہوتا ہے اور چمکتا ہے جو محض عطائے الٰہی ہے - قلب کے درمیان سے نور الحق ایمان جلوہ گر ہوتا ہے - پھر سر سے قدم تک قرب رحمانی سے ایمانی نور ہر عضو میں سرایت کرتا ہے اور وجود میں جو عقل اور غسل و غش ہوتی ہے نکال دیتا ہے - اور نفسانی - شیطانی اور دنیاوی پریشانی اور خطرات نکل جاتے ہیں - پھر جب اسم اللہ کا تصور آتا ہے تو اسم اللہ کے چار حروف سے چار دریا - توکل - ترک - معرفت اور توحید کے پیدا ہوتے ہیں - جو ان دریاؤں کی غواصی کرتا ہے وہ فقیر عارف باللہ ہو جاتا ہے -

ذکر قلبی اور حبس - بعض لوگ اکثر سانس بند کرتے اور دل کے ہلنے کو پسند کرتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ دل کا ذکر حبس دم سے ہے - یہ طریقہ زندیقوں کا ہے اور کافروں کی عبث رسم ہے - جو زنار پہننے والے دونوں جہاں میں خوار - تیلی کے بیل کی طرح چکر میں ہیں - توحید الٰہی سے بے خبر اور پریشان حال ہیں - ان پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس طریقے سے بیزار ہونا اور ہزار بار استغفار پڑھنا چاہیے - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کو سمندر فرمایا ہے - جس وقت دل دریا کی طرح جاری ہوتا ہے تو اسے ہلنے اور بند ہونے کی ضرورت نہیں رہتی - کہ اس کا وجود سر سے پاؤں تک نور بن جاتا اور حضور کا مشاہدہ ہوتا ہے - یہ ذکر طریق نبی صلعم ہے - اور سب سے بہتر ہے - اور ہر ایک مذہب والے کو حاصل نہیں - دل کے ذاکر خدا کی یاد میں ایسے غرق اور مراقبہ میں ایسے سر جھکائے اور بے جان سے ہوتے ہیں گویا کہ وہ مردہ

ہیں - جب دل کے ذکر سے دل پرنور ہوتا ہے - تو حرص - حسد - تکبر - بغض - ریا - زنا کا خیال اس کے وجود میں نہیں رہتا - بعض لوگ تفکر اور ذکر سے دل کو پیٹ میں پھراتے ہیں - اور سینے کی طرف کھینچتے ہیں اور کہتے ہیں یہ حبس ہے - وہ بالکل جھوٹ کہتے ہیں اور ایسا کرنا بالکل بے فائدہ ہے - کیونکہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور سے ذکر خود بخود جاری ہوجاتا ہے - پھر تقلید اور حبس دم کی کوئی ضرورت نہیں رہتی

بعض لوگ اپنے تئیں قلبی ذاکر کہتے ہیں اور دم کو بند کر کے ناک کی راہ خارج کرتے ہیں - بہتر تو یہ ہے کہ تو ایسے بدمذہب کا منہ نہ دیکھے - کیونکہ دم بند کرنا کافر دل اور اہلِ دوزخ کا کام ہے - ایسے گروہ سے ہزار بار استغفار کرنی چاہیئے -

وہ کیسے احمق لوگ ہیں جو نفس قلب - اور روح کی باطن سے بے خبر ہیں - جو ایک گوشت کے لوتھڑے کو مقام دل سے بند کر کے تفکر کرتے اور کہتے ہیں - یہ قلبی ذکر ہے اور اس گوشت کے ٹکڑے کو دم کے ساتھ سینے میں لاتے اور اسے ذکر قربانی کہتے ہیں - اور اس گوشت کے ٹکڑے کو آنکھ کے روبرو رکھ کر کہتے ہیں کہ یہ ذکر جوہر نور حضور ہے - اور اسی گوشت کے ٹکڑے کو تفکر سے مغز سر میں لے جاتے ہیں اور اس کا نام سلطانی روحی رکھتے ہیں - وہ سب غلط کہتے ہیں - یہ تمام وسوسے اور خطرات شیطانی وجود میں ہوا کرتے ہیں -

ذکر حبس تو عطیہ الہٰی ہے جس میں حواس خمسہ ظاہری بند ہوکر حواس باطنی کھل جاتے ہیں - ذکر حبس تو حضوری اور مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے -

ذکر روحی :- و نفخت فیہ من روحی - ذکر روحی اسرار الہیہ کا مراقبہ اور مکاشفہ ہے - اور جس شخص کو ذکر روحی حاصل ہوتا ہے - اس کی چشم باطن

روشن ہوجاتی ہے اور مجلس روح باللہ محمدی میں اسے دخل ہوتا ہے اور موتوا قبل ان تموتو کا مصداق ہوکر صاحب کشف ہوجاتا ہے - اور خوف خدا تعالےٰ سے حسد وغیرت اس کے دل سے اُٹھ جاتی ہے - ذکر روحی کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان جیسی ہے - کہ جس کے سامنے دریاؤں کی بھی کوئی حقیقت نہیں اور صاحب ذکر روحی کے شوق واشتیاق کی بھی یہی کیفیت ہے کہ اس کی کوئی انتہا ہی نہیں - صاحب ذکر روحی کی کوئی شب ایسی نہیں گزرتی کہ وہ بجز مجلس انبیاء علیہ السلام اور اولیاءؒ کے گزرتی ہو - صاحب مناقب سلطانی قبلہ حامد سلطان رحمۃ اللہ علیہ ذکر روحی کے بیان میں فرماتے ہیں - طالب کے لیے لازم ہے کہ تین فکر اکٹھے کرے -

اول - ذکر قلبی یعنی تحرک قلب بفکر تلفظ اسم اللہ (پاس انفاس)

دوئم - تصور یعنی لکھا ہوا دیکھنا اسم اللہ و محمد صلے اللہ علیہ وسلم دل کے گھیرا پر اور اسم ھُو کا سرّ میں لوح دماغ پر -

سوئم - فنار - یعنی ہمہ موجودات کو فکر سے فنا کرنا - اپنے آپ کو اور اپنے کام کو بھی خیال میں نہ لانا - بلکہ اس کام اور شغل کو روح کا شغل تصور اور یقین کرنا - اور روح کو ذات الہٰی کے اسرار میں سے ایک سِر تصور اور یقین کرنا - جگر اور جسم کو فنا کے سپرد کرنا اور روح کو بقا کے ساتھ تصور کرنا - گویا روح سِرِ ذات ھُو ہے کہ اس ذات کا ذکر کرتی ہے - خود ذکر و خود ذاکر - خود مذکور - خود نظر و خود ناظر و خود منظور -

بلکہ تمام حواس روح کے جواہر ہیں - فنار کے خیال سے بھی گزر جائے تاکہ فنا فی الفنار حاصل ہو - اور لقائے ذات کے تصور کو حاوی کرے تاکہ اس سرّی روحی قطرہ کو ذات قدسی کے سورج کی آگ - جذبۂ حرارت سے بلندی اور پرواز کا فکر عطا فرما

کر دریائے ثروت وحدت اور نور احدیت میں محو و مستغرق فرما دے ۔ اس وقت فنا
بقا، فی ذات و سیر فی اللہ حاصل ہوتی ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

ذکر سرّی ۔ الانسان سِرّی و انا سرہٗ ۔ ذکر سرّی انوار تجلیات صفات کا مشاہدہ ہے اور صاحب ذکر سرّی صاحب سر و اسرار و صاحب بے از دنیا ہوتا ہے ۔ بجز ذات اللہ اسے قرار نہیں ہوتا ۔ ماسوائے اللہ سے وہ سخت بیزار ہوتا ہے ۔ اور اس کا انجام اذا تم الفقر فہو اللہ ہوتا ہے ۔ یہ مقام فقیر کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ تمام اٹھارہ ہزار عالم سے گزر کر مقام لاہوت میں پہنچتا ہے جہاں اس کا سینہ اسرار الٰہی کے خزینوں سے پُر ہوتا ہے ۔ اس کی خواب و مستی بیداری اور ہوشیاری ہو جاتی ہے ۔ اگر زمین و آسمان کی کل مصیبتیں اس کے سر پر آ پڑیں تب بھی رضائے الٰہی سے منہ نہیں موڑتا ۔ یہ راہ فقر ۔ ورد و ظائف ۔ تسبیح پڑھنے اور مسئلہ مسائل سیکھنے میں نہیں ہے ۔ جس شخص کی سرّی ذکر سے باطنی آنکھ روشن ہو جاتی ہے ۔ وہ ازل تا ابد مشاہدہ کرتا ہے اور صاحب اسرار ہوتا ہے ۔ ماہ سے لے کر ماہی تک سب اس کی نظر میں ہوتا ہے اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک اس کے زیر حکم ہوتا ہے ۔ متصرف مالک الملکی اسی کو کہتے ہیں ۔

ذکر حال غیر مخلوق ۔ ذکر زبانی قلقلہ ہے ۔ ذکر دم ۔ دم کے ساتھ ہے قبر میں ساتھ نہیں دیتا ۔ ذکر قلب ۔ وسوسہ ہے ۔ ذکر روحی ۔ ذکر کمال ہے لیکن ہر کمال را زوال کے مصداق ذکر زوال ہے ۔ ذکر سرّی ۔ سِر کے ساتھ ہے ۔ دماغ میں سوزش پیدا کرتا ہے ۔ اس لیے فقیر کو اور آگے بڑھنا اور ذکر حال حاصل کرنا چاہیئے ۔ ذکر حال کیا ہے ؟ جس طرح وجود میں جان ہے ۔ اسی طرح پاؤں کے ناخن سے لے کر آخری بال تک میں

یہ ذکر موجود ہے ۔ یہ ذکر فقیر کے وجود میں اس طرح جاری ہوتا ہے کہ اس کا وجود ہمہ اوست در مغز و پوست اور ان کے جسم و جان ۔ خون ۔ رگ و ریشہ حتیٰ کہ تمام بدن میں ذکر اللہ جاری ہو جاتا ہے ۔ فقیر کا وجود ہمہ تن اسم اللہ و ذکر اللہ ہو جاتا ہے ۔ اگر اس کے جسم سے خون کا ایک قطرہ بھی گرے تو اس سے بھی زمین پر اسم اللہ لکھا ہوا نظر آئے گا ۔ ان کا وجود قدرتِ الٰہی کا نمونہ ہوتا ہے ۔ وہ جو کچھ کہ دیں خدا تعالےٰ اسے پورا کر دیتا ہے ۔ اس وقت غیر مخلوق ۔ غیر مخلوق کو یاد کرتا ہے ۔ یعنی خود ذکر و خود ذاکر و خود مذکور ہو جاتا ہے ۔ اس مقام پر فقیر کو چاہیئے کہ ہوشیار و خبردار اور شریعت نبی علی صاحب الصلوٰۃ والسلام پر ثابت قدم رہے ۔ ہرگز ہرگز شریعت سے پیر نہ پھسل جاوے ۔ اور دھوکہ کھا کر بدعت و استدراج میں نہ پڑ جائے ۔ اگر کسی شخص کو یہ ذکر حاصل نہ ہو تو اسے ہمت ہار کر بیٹھ نہ رہنا چاہیئے ۔ کہ فقیر کا کام توفیق الٰہی سے اپنی ناؤ کو خدا کے سپرد کرتے ہوئے طوفانوں کا مقابلہ کرنا ہے اور منزل مقصود پر پہنچانا اللہ رب العزت کا کام ہے ۔

یہ سب ذکر ایک کے بعد دوسرا کھلتے ہیں تقلید سے حاصل نہیں ہوتے ۔ اس لیے لازم ہے کہ فقیر طالب مولا ذکر زبانی ۔ ذکر دم ۔ ذکر قلبی روحی اور سرّی میں ہمہ وقت مصروف رہے تاکہ فنا سے گزر کر بقاء لقاء اور حضوری سے مشرف ہو ۔ ہاں اگر میرے ہادی سرِّ اسرار ذات یاھُو فنا فی ھُو سلطان الفقر محمد باھُو قدس اللہ کی نگاہِ عنقا سے فیض ملے تو آپ کی کیمیا اکسیر نظر طالبان حق کو ورد و اوراد ظاہری سے چھوڑا دیتی اور یکبارگی حضور میں پہنچا دیتی ہے

ذکر زبانی سے زبان سیف ہوتی ہے ۔

ذکر دم سے حضور سے جواب باصواب ملتا ہے ۔

ذکر قلبی سے باطن معمور ہوتا ہے ۔ یہ قلب کا صیقل ہے ۔ صاحب ذکر قلبی صاحب

کشف القلوب ہوجاتا ہے۔ مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔

ذکر روحی۔ سے اولیاء وانبیاء کی مجلس نصیب ہوتی ہے۔ عالم ارواح کا رازبن جاتا ہے

ذکر سرّی۔ سے صاحب سر و اسرار ہوتا ہے اور الانسان سری وانا سرہٗ کا مشاہدہ کرتا ہے اور صاحب امر ہوجاتا ہے۔

لیکن معلوم ہونا چاہیئے ذکر بلا فکر کا کوئی فائدہ نہیں۔ الحدیث

ذکر بلا فکر کصوت الکلب۔ ذکر اور فکر کا موازنا کرتے ہوئے سلطان العارفین نے فرمایا ؎ ذکر کنوں کر فکر ہمیشہ ایہہ لفظ تکھا تلواروں ھُو

ذکر اور فکر دو طرح کا ہے۔

(۱) ظاہری ذکر اور فکر۔

(۲) باطنی ذکر اور فکر۔

(۱) حقوق کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد۔

کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج حقوق اللہ کی بنیاد ہیں۔ والدین۔ بہن بھائیوں۔ اولاد۔ عزیز واقارب۔ اہل محلہ۔ اہل شہر۔ اور اہل ملک۔ آپ کے زیر دست اور بالادست مسلم اور غیر مسلم غرضیکہ ہر قسم کے حقوق جن سے آپ کا براہ راست یا بالواسطہ تعلق ہے کا پورا کرنا حقوق العباد کہلاتا ہے اور اس کی بنیاد اخلاق نبوی اور اس کا مکمل نمونہ میرے آقا ومولا محمد رسول اللہ فداہٗ امی وابی۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ کی ذات گرامی قدر ہے۔ اگر کوئی شخص صرف اللہ ھُو۔ اللہ ھُو کرتا رہے اور اس کے سامنے اس کا کوئی بیمار بھائی پانی پانی پکارتا رہے اور وہ اس کی طرف توجہ نہ دے تو اس کی عبادت کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اس نے ذکر تو بے شک کیا لیکن

فکر کے پہلو کو نظر انداز کیا۔ اگر وہ اللہ اللہ بھی کرتا اور اللہ کے بندے کی امداد بھی کرتا تو اس ظاہری ذکر اور فکر سے اُسے دوہرا ثواب ملتا۔ جیسا کہ مولا علی شیر خدا ؓ سے جب سائل نے سوال کیا تو آپ نے نماز کی حالت میں فنا سائل فناء تتھر کا فکر کرتے ہوئے اپنا ہاتھ سائل کی طرف بڑھا دیا۔ اور ذکر اور فکر کرتے ہوئے اپنی چاندی کی انگشتری سائل کو بخش دی۔ اس کے ساتھ ہی باطنی ذکر اور فکر بھی کرنا چاہیئے۔ جس کے بغیر کوئی عبادت مکمل نہیں ہوتی۔ دائمی ذکر۔ فکر اور مراقبہ حضوری کو مجموعۃ الحسنات کہتے ہیں۔

ذکر نفی اثبات خاص۔ نفی اثبات کا خصوصی طریقہ یہ ہے کہ سارے وجود کی نفی اور سارے وجود کا اثبات کیا جائے۔ اس ذکر کے لیے تصور سے بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے اگر ایک خط ناف سے ہوتا ہوا دائیں کندھے تک کھینچیں اور سر کے اوپر سے گھما کر بائیں کندھے کے اوپر سے دوبارہ ناف سے پہلے خط کو عین مقام ناف پر کاٹتا ہوا کھینچیں اور اسے دائیں پاؤں کے انگوٹھے تک لے جائیں تو انسانی وجود میں لا کی شکل ہوئی۔ اب اسی لا کے ساتھ دائیں بائیں دو الف الا ا لگا دیں تو یہ الٹا سیدھا الا ہوا۔ جو کہ انسانی وجود میں دونوں بازو موجود ہیں۔ سینہ کے مقام پر محمدؐ صلعم اور قلب کے مقام پر اسم ذات اللہ کا تصور کیا جائے۔ ذکر کرتے ہوئے اس شکل وجودی پر تصور کی انگلی کو قلم بنا کر لکھتا رہے اور اسم ذات اللہ اور محمدؐ صلعم پر باطن میں نگاہ رکھے۔ چند روز کے ذکر سے فوائد عظیم ظاہر ہوں گے۔ ذکر کی وجودیہ شکل یہ ہے۔

بائیں پاؤں کا انگوٹھا
اللہ
دائیں پاؤں کا انگوٹھا
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
بایاں بازو
دایاں بازو
سر رسول اللہ

نفی اثبات خاص الخاص - یعنی صلوات دائمی بحضور القلب - یَقُولُ غوث
الاعظم نقلت لخالقی و مالکی - یا ربِّ ایُّ صَلٰوۃَ اَقرَبُ عِندکَ
قال الصلواۃُ الّذِی لَیسَ فیہا سِواۤئی - والمُصَلّی غائِبٌ عَنہُ
حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں - میں نے اپنے خالق اور مالک سے سوال کیا - یا رب!
کونسی نماز تیرے نزدیک قرب کا درجہ رکھتی ہے - فرمایا! جس میں نمازی غائب ہو اور
میرے سوا کچھ نہ ہو - یہ نماز عین ہے جو نفی اور اثبات سے حاصل ہوتی ہے -
یہ موتو قبل ان تموتو اور الانسان سری وانا سرہ‘
کا مشاہدہ ہے - اس وقت نمازی غائب اور عین ذات نور احدیت میں جلوہ گر ہو
جاتی ہے - ظاہر بند ہو کر باطن کھل جاتا ہے - یہ سب کچھ باطن میں گم ہو کر حاصل کیا
جاتا ہے جس کی چابی تصور اسم ذات اللہ و ذکر نفی اثبات کلمہ طیب ہے جس کے
تین درجات ہیں -

(۱) لا الٰہ سے نفی ہوتی ہے -
(۲) الا اللہ سے اثبات ظہور پذیر ہوتا ہے -
(۳) محمد رسول اللہ سے حضور پاک کی مجلس کھلتی ہے -

اللہ کے بندے صلوات بے خودی ادا کر تاکہ رمز پنہانی تجھ پہ آشکار ہو - جسے
صلوٰۃ معراج المومنین کہتے ہیں - کائنات عالم میں نفی و اثبات کا عمل جاری و ساری
ہے - ایک دم نفی ہوتی ہے اور دوسرے دم اثبات - غائب وشہود کا یہ سلسلہ
ازل سے رواں دواں ہے - آدم بھی دم کے نیست اور ہست ہونے کا نام ہے
لیکن جو دم یاد اللہ سے غافل ہے - وہ مردہ ہے - اس لیے فقیر لا الٰہ اور

الا اللہ سے نفی اثبات اور سلوک وجذبہ میں مصروف رہتا ہے - جس سے فنا - بقا
اور لقا نصیب ہوتی ہے - یاد رہے نزع کے وقت کلمہ طیب پڑھنے سے نفی اور
اثبات مکمل ہو جاتا ہے - یعنی لا الٰہ سے وجودی موت طاری ہو جاتی ہے - اور
الا اللہ سے اثبات یعنی موت کے بعد دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے اور فقر نورانی
وجود حاصل کر کے باقی باللہ ہو جاتا ہے - اگر نصیب یاور ہوں تو محمد الرسول اللہ کہنے
سے حضوری نصیب ہوتی ہے - فقیر طالب مولا کے لیے لازم ہے کہ زندگی میں
موتو قبل ان تموتو کے مقام پر نفی اور اثبات سے بقا حاصل کرے
خاص ذاکر توحید سے آگاہ ہوتے ہیں - جو شخص کلمہ کو نفی کی کُنہ سے پڑھتا ہے اور
لا الٰہ کہتا ہے - وہ بے خود ہو جاتا ہے اور موتو قبل ان تموتو
کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے اور جب اثبات الا اللہ کہتا ہے تو روح کو بقا حاصل
ہوتا ہے - اور خدا سے الہام اور جواب باصواب ہوتا ہے اور بقا باللہ میں غرق
ہوتا ہے - واذکر ربک اذا نسیت اور جب محمد رسول اللہ کہتا
ہے تو صاحب حضوری ہو جاتا ہے - (تیغ برہنہ)

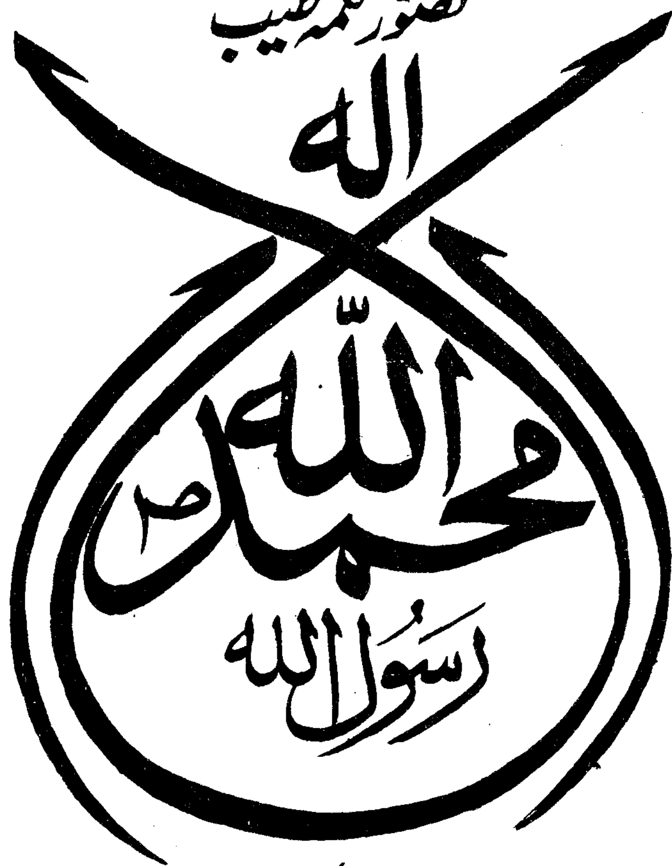
وما توفیقی الا باللہ

نقشہ ذکر کلمہ طیّب

نفی - لَا اِلٰہ

اثبات - اِلَّا اللّٰہ

حضوری - مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ



تصوّر حُروف کلمہ طیّب

ل ا ل ہ ا ل ا ا ل ل ہ م ح م د ر س و ل ا ل ل ہ

اَللّٰہ لِلّٰہ لَہٗ ہُوْ

مراقبہ

باب سوم در بیان ذکر مراقبہ

ایہہ تن رب سچّے دا حجرہ وچ پا فقیرا جھاتی ہُو
نہ کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آبحیاتی ہُو
شوق دا دیوا بال اندھیرے مت لبھے وست کھڑاتی ہُو
میں قربان تنہاں توں باہُو جنہاں حق دی رمز پچھاتی ہُو

مراقبہ کیا ہے اور مراقبہ کسے کہتے ہیں؟ واضح رہے کہ مراقبہ دل کی نگہبانی کا نام ہے۔ اس طرح کہ رقیب کو دل میں آنے نہ دیں۔ رقیب سے مراد خطرات نفسیاتی و شیطانی اور جسمانی اور حرص و ہوا ہیں۔ اگر یہ دل میں آئیں گے تو پریشانی لاحق ہو گی۔ غرضیکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا ہے پریشانی کا موجب ہے۔ مراقب وہ ہے جو حق تعالیٰ تک پہنچائے خاص مشاہدہ کروائے اور محو کر دے۔ اور جن سے خطرات کی نفی ہو۔ بھیدوں سے واقف ہو۔ محبت محبوب اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو۔ نور ہدایت اور تجلیات ذات حق ہویدا ہو۔

مراقبہ تین طرح کا ہوتا ہے۔

اوّل۔ جس سے انسان روشن ضمیر اور غیب دان ہو۔ فیض الٰہی شامل حاصل ہو۔ اور صاحب الہام و دلیل بن جائے۔ چنانچہ فنا و بقا ہر دو حاصل ہو جائیں۔

دوم۔ موتو قبل ان تموتو۔ والا مراقبہ کہ آنکھ بند کرتے ہی مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے کہ اس کو سلطان المعراج کہتے ہیں۔ اس میں عرش تک عروج ہوتا ہے۔ اگر وہاں پچاس ساٹھ یا ستر سال تک رہے تو بھی لوگوں کو معلوم ہو گا۔ کہ وہ ظاہر میں ان کے پاس ہے۔ طرفہ یہ کہ مردوں کی راہ طے کرتا ہے۔

سوم یہ کہ جب مراقبہ کرے تو بے خود ہو جائے اور مراقبہ میں دیکھے کہ قیامت
قائم ہوئی ہے۔ سوال و جواب ہوتے ہیں۔ نیکی بدی کے اعمال نامے تُل رہے
ہیں۔ اٹھارہ ہزار مخلوق نفسی نفسی پکار رہی ہے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم امتی امتی پکار رہے ہیں۔ پل صراط پر سے لوگ گزر رہے ہیں۔
بہشت میں داخل ہو رہے ہیں۔ دوزخ میں بھیجے جا رہے ہیں اہلِ دیدار
بہشت میں دیدارِ الٰہی سے خوش ہو رہے ہیں اور لقائے حق کی مستی سے
بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ اس کو مقام استغراق وحدت کہتے ہیں۔ اس مراقبہ
سے اذا تم الفقر فھو اللہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

مراقبہ کیا ہے اور مراقبہ سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ مراقبہ وہی ہے جو رقیبوں
سے دور کر کے وحدتِ الٰہی میں پہنچائے۔ مراقبہ محبتِ الٰہی کا نام ہے۔ جو
استغراق مقامِ حی و قیوم کا رہنما ہے اور اس سے مقامِ موتوا قبل ان تموتوا
حاصل ہوتا ہے۔ صاحبِ مشاہدہ صاحبِ حضور اور صاحب سرّ اسرار ہوتا
ہے۔ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے۔ اور مراقبہ
مومن محرم سرّ اسرار معرفت ہوتا ہے۔ اور مراقبہ منافق تحت الثریٰ میں ہوتا
ہے۔

نہ علم و دانش نہ حقیقت نہ یقیں
چوں کافر درویش نہ دنیا و نہ دیں

اور ہر ایک مراقبہ میں فرق ہوتا ہے۔ اس لیے مراقبہ کی بہت سی قسمیں
ہیں۔ اوّل مراقبہ عام، دوم مراقبہ خاص، سوم مراقبہ خاص الخاص، چہارم

مراقبہ اخص، پنجم مراقبہ عشق، ششم مراقبہ محبت، ہفتم مراقبہ فنافی الفنا،
فنافی اللہ بقا باللہ۔ کہ صاحبِ مراقبہ توحید میں غرق ہوتا ہے۔ اور خود اپنی
نہ خلق اللہ کی کچھ خبر رکھتا ہے۔ بلکہ منزل و مقام بھی اسے یاد نہیں آتا۔
اس کو محو تام حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ مراقبہ روح کی مانند روحانی خاصیت
رکھتا ہے۔ اور صاحبِ مراقبہ چشم زدن میں آموجود ہوتے ہیں۔ اور پھر
اپنے مقامات پر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح صاحبِ مراقبہ چشم زدن میں ارض و
سما، عرش و کرسی اور لوح و قلم کی سیر کر لیتا ہے۔ جس طرح روحانی فرشتے
دم زدن میں آموجود ہوتے ہیں۔ اور پھر اپنے مقام پر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح
صاحبِ مراقبہ سیر کر کے اپنے وجود میں آ پہنچتا ہے۔ اور اہلِ مراقبہ وہی ہیں
کہ جمالِ الٰہی کے ماسوا اور کچھ نہیں جانتے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ان کا
ورد ہوتا ہے۔ اور اصبحوا مع اللہ ان کا مقصود ہوتا ہے۔ اور مراقبہ ایسا ہونا
چاہیے جس طرح آفتاب کہ جب طلوع ہوتا ہے، تو اس سرے سے اس
سرے تک زمین و آسمان کو روشن کر دیتا ہے اور ماہتاب کہ اس کی روشنی
سے تمام عالم جگمگاتا ہے۔ اور دوسرے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی
ہے۔ صاحبِ مراقبہ کا بھی یہی حال ہے کہ جب دو آنکھیں کھول کر چاروں طرف
دیکھتا ہے تو تمام چیزیں سوختہ ہو جاتی ہیں۔ اور درمیان میں کوئی حجاب نہیں
رہتا۔ اور مراقبہ کے اقسام بہت ہیں۔ جیسے مراقبہ ذکر، مراقبہ فکر، مراقبہ حضور
مجلس مذکور، مراقبہ فنافی الشیخ، مراقبہ فنافی اللہ، مراقبہ فنافی النفس، مراقبہ نود نہ
نام باری تعالیٰ، مراقبہ چشم واز، مراقبہ راز، مراقبہ شہباز، مراقبہ گربہ بہسر زمین

موش دغاباز، اور جو شخص مراقبہ میں گاؤخر، جاہ و مال، زر و سیم دیکھے تو جاننا
چاہیے کہ مراقبۂ حیوانی مقام ناسوت سے ہے۔ اور ابھی محبتِ دنیا میں پھنسا ہوا
ہے۔ اور ہنوز اسی کے بیان میں پڑا ہوا ہے۔ اور ذکرِ اللہ کا اس پر کچھ اثر نہیں
ہوا۔ اور اس کا علاج یہ ہے کہ طلب لذت دنیا اپنے دل سے دور کر دے
اور اس خیال کو دل سے نکال ڈالے۔ اور جو شخص مراقبہ میں باغ و باغیچہ، آبِ
دریا، سبزیاں، مکانات، محلات، حور و قصور دیکھے تو معلوم کرے۔ کہ ابھی اس
کے دل میں کثافت ہے۔ اور ابھی اس کے دل کا زنگ دور نہیں ہوا۔ اور
مرشد کامل کی نظر نہ ہونے کے باعث خنّاس، خرطوم شیطان دل کے گرد موجود
ہیں اور اصل ذکرِ سلطانی اسے حاصل نہیں ہوا۔ اور ذکر خاص اصلی کا یہ نشان
ہے کہ خاص ذکر اللہ زبان پر جاری ہو۔ اور بجز قال اللہ و قال الرّسول اور ذکر
اولیاء اللہ کے زبان پر نہ آوے۔ اور آنکھ سے نامحرم کو نہ دیکھے۔ نظر پڑ جائے تو
شرم آئے اور حیا کرے۔

مراقبہ اور اس کی منزلیں ۔ مراقبہ کی پانچ منزلیں پانچ اقسام پر ہیں۔

اوّل ۔ مراقبۂ شریعت طاعت و عبادت و مشاہدہ ناسوت ہے۔ اس مراقبہ میں
طالب جو کچھ دیکھتا ہے۔ مقامِ ناسوت سے ہوتا ہے۔

دوم ۔ مراقبۂ ملکوت ہے۔ اس مراقبہ والا صاحب ورد و وظائف و طہارت
ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے
ملکوت سے ہوتا ہے۔

سوم ۔ مراقبہ اہل جبروت و اہل اللہ و ذکر اللہ۔ اور اس مراقبہ والا جو کچھ

مشاہدہ کرتا ہے مقامِ جبروت سے ہوتا ہے۔

چہارم ۔ مراقبہ مقام لاہوت و اہل معرفت۔ اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے
مقامِ لاہوت سے ہوتا ہے۔

پنجم ۔ مراقبۂ حضور ۔ غرق فنافی اللہ ۔ جو مقامِ ربوبیت میں حاصل ہوتا ہے۔ اس
مراقبہ والا جو کچھ دیکھتا ہے۔ وہ سب مقامِ ربوبیت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور
بجز توحید کے اس میں اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور کل یوم ھو فی شان
اس کا مکان ہوتا ہے۔

اہل عبودیّت ناسوتی خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھتے ہیں۔ اسی طرح اہلِ ربوبیت
خدا تعالیٰ کو مشاہدہ میں، مراقبہ میں، خودی میں اور بے خودی میں دیکھتے ہیں۔ قولہٗ
من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ ۔ اور یہ آیت بھی اسی کی شاہد
ہے ۔ واذکر ربک اذا نسیت ۔

اور جو شخص کہ مراقبہ میں جاتا ہے۔ مقامِ فنافی اللہ میں بے خود ہو جاتا ہے
اور چشم زدن میں اس مقام سے لوٹ آتا ہے۔ اور جو کچھ اس نے
مشاہدہ کیا ہو یاد نہیں رہتا۔ معلوم ہوا کہ الوہیّت عین ذات ہے۔ اس مراقبہ
میں عاشق دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اور اپنی جان سے بیگانہ رہتا ہے۔ جس طرح آگ
میں پروانہ۔ یہ مراقبہ بھی درمیانہ ہے۔ اور وحدت میں غیر حق سے یگانہ ہے۔
جس طرح شانہ میں بال الجھ جاتے ہیں۔ اس مقام میں بھی فقیر خام اور ناتمام
رہتا ہے۔ مراقبہ غواصوں کی طرح چاہیے، کہ وہ لوگ جب دریا میں غوطہ لگاتے
ہیں، موتی نکال لاتے ہیں۔ اور جو شخص کہ مراقبہ میں ہو جاتا ہے۔ اس کی

خواب بیداری اور مستی ہشیاری ہوتی ہے۔ اور غرق اس کے اختیار میں ہوتا ہے کہ جب چاہے انبیاء و اولیاء خاص الخاص کی مجلس میں یا بحرِ توحید میں استغراق حاصل کرے۔ اور ہر ایک مراقبہ میں بارہ برس یا چالیس برس تک رہے۔ اور جب مراقبہ سے باہر آوے تو اپنی حالت کے لحاظ سے گویا چشم زدن کا بھی وقفہ نہیں گزرا۔ اور چاہیے کہ آداب محمدی کو ملحوظ رکھے۔ اور ہر نماز روزہ اور دیگر فرائض کو قضا نہ ہونے دے اور جب مراقبہ کامل ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت صاحبِ مراقبہ جہاں چاہے چشمِ زدن میں پہنچ سکتا ہے۔

کعبۂ مقصود گر باشد ہزاراں سالہ راہ
نیم گامے ہم نباشد شوق چوں رہبر شود

یاد رہے کہ مراقبہ میں مشاہدہ چار طرح سے ہوتا ہے۔

اوّل یہ کہ جو شخص بظاہر عبادت و ذکر و فکر مراقبہ میں روز و شب مشغول رہتا ہے۔ مگر باطن میں حب دنیا رکھتا ہے۔ اس شخص کا مشاہدہ ناسوتی فانی اور کاذب ہوتا ہے۔

دوم۔ یہ کہ ظاہر و باطن ذکر و فکر و عشق و محبت الٰہی میں اپنی جان کھوتا ہے۔ اس مراقبہ والا جو کچھ دیکھتا ہے۔ محض مشاہدۂ باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔

سوم۔ یہ کہ ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس پر غالب ہو اس کا مشاہدہ مقام اہلِ جنت سے ہوتا ہے۔

چہارم۔ یہ کہ صاحب مراقبہ ظاہر و باطن میں تارک الصلوٰۃ اور اہل شرب ہو۔ اس کا مشاہدہ محض خواب و خیال۔ نفسانیت اور سرکشی اور بدعت و استدراج ہوتا ہے

کل شیءٍ یرجع الیٰ اصلہٖ۔

مراقبہ کی تمثیل۔ مراقبہ آفتاب کی مثل ہے۔ جب طلوع ہوتا ہے۔ قاف سے قاف تک مشرق سے مغرب تک روشن ہو جاتا ہے۔ اس طرح مراقبے والے کی نظر وسیع ہو جاتی ہے۔ در و دیوار، شہر و بازار تمام چیزیں اس کے پیشِ نظر ہوتی ہیں۔ بلکہ تماشائے شش جہات اس کے روبرو ہوتا ہے اہل تفکر بغیر ذات کچھ نہیں دیکھتے۔ اور وہ دیدہ دیدہ نہیں ہے جو بجز دوست کے کسی اور کو دیکھے۔ اہل مراقبہ جب اس کے ذکر میں مصروف ہوتے ہیں تو انبیاء و اولیاءؒ سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور جس ذکر سے توحید ذات میں غرق ہو کر ملاقات حاصل نہ ہو وہ ذکر ذکر نہیں ہے بلکہ حصولِ سیم و زر کے لیے ایک رسم ہے۔ مراقبہ میں شیخ کی صورت حاضر ہوتی ہے۔ اور وہ صورت طالب کا ہاتھ پکڑ کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاتی ہے۔ اب مقصود حاصل ہوتا ہے۔ جس کی یہ صورت نہ ہو اُسے مقامِ فنافی الشیخ حاصل نہیں ہوا۔ اور جب مراقبہ میں اسم اللہ نظر آوے تو وہ اسے مقامِ عین میں لے جائے گا۔ اور مطلب حاصل ہو گا اور چاہیے کہ مراقبہ میں ایسا غرق رہے کہ ذکر فکر یاد رہے۔ نہ دم قدم۔ نہ راحت نہ غم۔ نہ فقر و فاقہ نہ نفس و ذائقہ یاد رہے۔ نہ حضور و مذکور۔ نہ بُعد و دور نہ قدر و قضا۔ نہ حرص و ہوا۔ مگر کیا یاد رہتا ہے اور کس مقام پر پہنچتا ہے۔ ذوق و شوق و محبت۔ جب عاشق اس مقام پر پہنچتا ہے۔ تو اس کا ہر ایک کلام ذکر و فکر اس طور پر حرام ہو جاتا ہے کہ جو کچھ دیکھتا ہے خاص الخاص سے دیکھتا ہے۔ اور جو کوئی خواب یا مراقبہ میں اہل کفر و زنار کو دیکھے تو جان لے کہ

اس کی طرف نفس نے رُخ کیا ہے ۔ یا ابتدائی کلمہ لَا الٰہ نے رونمائی کی ہے۔
یا یہ کہ شیطان ہر روز اُسے اپنی مجلس کی سیر کرواتا ہے ۔ جس سے طالب کا
دل سرد ہو کر راہ خدا تعالیٰ سے باز رہتا ہے ۔ چاہیے کہ اس سے نجات پانے
کے لیے ۔ خواب اور مراقبہ کے وقت درود شریف کا ورد کرے اور لاحول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا کرے ۔ تاکہ خطراتِ نفسانی اور وساوسِ
شیطانی اس کے دل سے محو ہو جائیں اور روشن ضمیری اس کی طرف
رُخ کرے ۔

مراتب مراقبہ ۔ مراتب مراقبہ سات قسم ہیں ۔

اوّل ۔ مراقبۂ جہل ۔ جو جہل کے مثل ہوتا ہے ۔

دوم ۔ مراقبۂ اہلِ بدعت اور استدراج دجال کے مانند ہوتا ہے ۔

سوم ۔ مراقبۂ ذکر ۔ اس مراقبہ والا ذکر کے مراتب دیکھتا ہے ۔ اور صاحبِ حال
ہوتا ہے ۔

چہارم ۔ مراقبۂ اہلِ فکر ۔ اور یہ مراقبہ اہلِ تفکر اور صاحبِ احوال کا ہے
تفکر وساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین ۔

پنجم ۔ مراقبۂ کمال بکمال عارفیست ۔ اس مراقبہ والا عرفانِ الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے

ششم ۔ مراقبۂ کمال کہ معارف کو حاصل ہوتا ہے اور اہلِ روح کو دیکھتا ہے۔

ہفتم ۔ مراقبۂ لازوال اور اس مراقبہ والا اذا تم الفقر فھو اللہ کا مصداق
ہوتا ہے ۔ اور یہ مقام فنا فی اللہ ہے ۔ کہ یہاں عین ذات و توحید میں غرق
وحدانیت حاصل ہوتی ہے ۔ اور مراقبہ وہی بہتر ہے کہ سید المرسلین حضرت

محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہو جیسا کہ الفقر فخری والفقر منی
فرمایا ہے ۔ اس فقر والے کی زبان قدرت خدائے تعالیٰ ہوتی ہے ۔ جیسا کہ لسان
الفقرآء سیف الرحمٰن وارد ہوا ہے ۔

اور جو شخص مراقبہ میں اذان دے یا امامت کرے یا قرآن مجید تلاوت
کرے یا ذکر و اذکار پڑھے ۔ یا مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہووے ۔
جان لے کہ ہدایتِ الٰہی کی وجہ سے ، اس کا نفس ، قلب اور روح ایک ہو گیا
ہے ۔

انسان کے وجود میں مقامات ذکر چار ہیں ۔ (۱) زبان (۲) قلب (۳) روح (۴)
سِر ، ان چاروں ذکروں کی مراقبہ میں صورتیں ظاہر ہوتی ہیں ۔ اور صاحبِ مراقبہ
کے تابع ہو جاتی ہیں ۔ اور ان میں سے ہر ایک نفس مر جاتا ہے ۔ انسان کا وجود
اربعہ عناصر سے ہے اور عناصر میں سے ہر ایک کی صورت جدا ہے ۔ مثلاً آگ ،
پانی ، ہوا ، اور خاک سب کی صورت الگ الگ ہے ۔ مگر ان چاروں میں سے
ہر ایک کی ستّر ستّر ہزار صورتیں ظاہر و باطن میں فقیر پر ظاہر ہوتی ہیں ۔ اور دو لاکھ
اسّی ہزار صورتیں اس کی جلیس ہوتی ہیں ۔ اس کے بعد وہ مراتب فقر پر پہنچتا ہے
جب فقیر ان مراتب کو طے کر لیتا ہے تو وہ تنہا رہ کر السلامۃ فی الوحدۃ والآفات
بین الاثنین سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں مجمع میں ہیں ، کا مستحق ہوتا
ہے ۔ اور اب وہ کسی وقت کی نماز قضا نہیں کرتا ۔ خود امام اور باطنی صورت
کو مقتدی بنا کر جماعت سے نماز ادا کرتا ہے ۔

خود امامش مقتدی با خود نماز — ایں چنیں فقرش بود با حق نیاز

جس طرح علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے اسی طرح غرق توحید مراقبہ سے
حاصل ہوتا ہے۔ علم عقل سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس سے دو چیزیں
حاصل ہوتی ہیں۔ ایک کھانے پینے کی خواہش۔ دوسرے مسائل علم و کتاب۔
اور مراقبہ سے موت حاصل ہوتی ہے۔ موت سے مراتب فقراء و اولیاء اور
حیات ابدی حاصل ہوتی ہے۔

مراقبہ کی دو حالتیں ہیں۔ اگر فقیر کو مراقبہ میں وصال اور غرق فنا فی اللہ
حاصل ہے تو نہایت خوشنودی کا مقام ہے۔ کیونکہ وہ مقام لِیْ مَعَ اللہ پر
پہنچا ہوا ہے۔ جہاں غیر کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور اگر جدائی اور فراق حاصل
ہے تو پریشانی ہوتی ہے۔ یہ مقام قبض و بسط کا ہے۔ جس میں نہ ہمیشہ وصال
ہوتا ہے اور نہ ہمیشہ فراق رہتا ہے۔ واللہ یقبض ویبسط والیہ ترجعون۔

خواب اور مراقبہ۔ خواب اور مراقبہ کے حالات ایک ہی قسم کے ہوتے
ہیں لیکن خواب سے مراقبہ زیادہ قوی ہوتا ہے۔ کیونکہ لوگوں کے شور وغوغا
سے انسان خواب سے جاگ سکتا ہے۔ لیکن جس پر مراقبہ غالب آجاوے
اور وہ وحدانیت کے مقامِ مشاہدہ پہنچ جاتے اور نور ذات میں غرق ہو
جاتے۔ ایسے مراقبے والے کا اگر سر بھی تن سے جدا کر دیا جائے تو بھی اسے
خبر نہیں ہوتی۔ پس معلوم ہوا مراقبہ بمنزل موت ہے۔ مراقبہ نور حضور میں
غرق کرتا ہے۔ مراقبہ میں حضور سے جواب با صواب ملتا ہے۔ مراقبہ میں
رازِ الٰہی کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ (رضی اللہ عنہم و رضوعنہ، اللہ
ان سے راضی ہے اور وہ اس پہ راضی ہیں۔ نفسِ مطمئنہ والے راضی خوشی

اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بہشت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ مراقبہ
کے لیے خواب اور بیداری یکساں ہے۔ مراقبہ محرم اسرار الٰہی ہے۔ خواب
میں بھی ہوشیار رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو دیکھنے سے استغفار
کرتا ہے۔ مراقبہ سے محبت و معرفت الٰہی اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
محبوں اور محققوں کے نصیب ہوتی ہے۔ مردہ دل اور مردود مراتب مراقبہ
سے محروم رہتے ہیں۔ مومنوں کے لیے نبوی حضوری معراج ہے۔ الصلوٰۃ
معراج المومنین اور لا صلوٰۃ الا بحضور القلب۔ مراقبہ اور معرفت عارف باللہ
کے لیے دو پَر اور بازو ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ اس کی نگاہ مولیٰ پر رہتی ہے۔

عارفاں را نظر باشد بر آلہ
لعنتی بر مال و دنیا عزّ و جاہ

خواب اور مراقبہ چھ طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) بعض کو خواب اور مراقبہ اسمِ اللہ کے تصور سے ہوتا ہے یہ رحمانی ہے۔
(۲) بعض کو تلاوت قرآنی اور اسمائے سبحانی کے ورد و وظائف سے
انبیاء اولیاء کے لیے یہ روحانی ہے۔
(۳) بعض کو خواب اور مراقبہ راگ رنگ شراب نوشی اور بدعت گمراہی سے ہوتا
ہے یہ شیطانی ہے۔
(۴) بعض کو خواب اور مراقبہ، حرص، حسد، غیبت، خود پسندی، تکبر، ریا اور
دنیا کے سبب ہوتا ہے یہ پریشانی ہے۔
(۵) بعض کا خواب اور مراقبہ غصّہ غلاظت کے سبب ہوتا ہے۔ یہ ہوائے

نفسانی ہے ۔
(۲) بعض کا خواب و مراقبہ فرشتوں یا جنوں اور موکلوں کے لیے ہوتا ہے
جو حالاتِ معلوم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے یہ نادانی ہے ۔

اصل میں خواب اور مراقبہ دو طرح کا ہوتا ہے ۔

(۱) بعض کا مراقبہ خیال کا یہ مردود سیاہ ناسوتی لوگوں کا ہوتا ہے اس
میں حیوانات ، وحشی ، پرندے ، چیونٹیاں ، سانپ ، گائے ، اونٹ ، گدھا
وغیرہ دیکھتا ہے ۔ یہ دنیاوی محبت کے لیے کیا جاتا ہے ۔ اس قسم کا
مراقبہ کرنے والا سیاہ دل اور معرفتِ الٰہی سے محروم ہوتا ہے ۔
(۲) دوسرا مراقبہ وصال اور معرفتِ الٰہی کا ۔ یہ وہ لوگ کرتے ہیں جو صاحبِ ذکر
وفکر ہوتے ہیں ۔ صاحب تلاوت ورد وظائف ، صاحبِ صوم وصلوٰۃ
اور صاحبِ ذات و استغراق ہوتے ہیں ۔ اس سے فنا فی اللہ بقا باللہ
کا درجہ حاصل ہوتا ہے ۔

بعض لوگ جو مراقبہ میں ندی کا پانی ، باغ ، حور و قصور دیکھتے ہیں یا
خواب میں نماز پڑھتے ہیں ۔ کعبہ کی زیارت کرتے ہیں ۔ مدینہ منورہ کے
حرم کی زیارت کرتے ہیں ۔ یہ اہل تقویٰ اور اہلِ جنت علمائے باعمل کا
مرتبہ ہے ۔ یا خواب اور مراقبہ میں دریا کے پانی میں کھیلتے ہیں ۔ اور
پھر یہ چھوڑ کر سیر و طیر کرتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ؐ
کے ذکر و فکر میں مشغول ہوتے ہیں اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
میں ہمیشہ حاضر رہتے ہیں ۔ اور نور توحید و معرفت کے دریا میں غوطہ

لگاتے ہیں ۔ یہ مراتب فقیر کامل اور عارف باللہ کے ہوتے ہیں ۔ پس معلوم
ہوا کہ خواب کا مرتبہ تعبیر ہے اور مراقبہ کا مرتبہ روشن ضمیر ہے ۔ لیکن
عارفوں کو نہ مراقبہ کی ضرورت ہے نہ خواب کی ، کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ
سے ایک دم میں ہزار ہا الہام ہوتے ہیں ۔ اور جناب سرور کائنات صلی
اللہ علیہ وسلم سے پیغام سُنتے ہیں ۔ اور قرب حضوری کے سبب جواب
باصواب پاتے ہیں جن کا باطن صاف ہے ان کو مراقبہ خواب یا استخارہ کی
کیا ضرورت ہے ۔ وہ نفسِ امارہ کو مار ڈالنے کے سبب دونوں جہان کو
دیکھ سکتے ہیں ۔ کیونکہ عارف باللہ لوگوں کی نگاہ ہمیشہ لا الہ الا اللہ پر ہوتی
ہے ۔ اور انہیں مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہوتی
ہے ۔ یہ مراتب قرب انہیں اسم اللہ ذات کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں ۔
خواب اور مراقبہ کے پانچ مرتبے اور پانچ مقام ہیں ۔ بعض ان پانچوں
میں کامل اور عامل ہوتے ہیں ۔ بعض تمام مقاموں سے بے خبر اور ناقص ہوتے
ہیں ۔ (۱) صاحب ازل کا مقام رجا ہے ۔ ایسا آدمی جو کچھ خواب یا مراقبہ میں
دیکھتا ہے ۔ ذکر روح کی برکت اور روحانیت سے دیکھتا ہے ۔ (۲) صاحب ابد
کا مقام خوف کا ہے ۔ ایسا شخص جو کچھ دیکھتا ہے مقام ابد سے ریاضت
نوافل ، نماز سے دیکھتا ہے ۔ (۳) صاحبِ دنیا ناسوت جو کچھ دیکھتا ہے ۔ دنیا
میں شامت نفس سے دیکھتا ہے ۔ یہ لوگ مردہ دل اہل دنیا ہوتے ہیں ۔
۴ صاحب عقبیٰ جو کچھ دیکھتا ہے قلبی ذکر و فکر کے سبب مقام عقبیٰ سے
دیکھتا ہے ۔ (۵) صاحب معرفت مولا اس کے مراتب سب سے اعلیٰ

ہوتے ہیں ۔ یہ جو کچھ دیکھتا ہے مقام توحید لا مکان اور سِرّ اسرار سُبحان
معرفت قرب حضوری ، عنایت ، ہدایت اور جمعیت سے بسبب ذکر سِتّری
دیکھتا ہے ۔ پس عارف باللہ اسے کہتے ہیں جو اپنے طالب پر اسم اللہ ذات
کے تصوّر سے پانچوں مقام ظاہر کر دے ۔ اور ایک قدم ایک دم میں بلا ریاضت
و محنت عطا کرے ۔ کامل مرشد اس قسم کا ہونا چاہیے ۔ ورنہ ناقص مرشد
سے تو تعلیم لینا ہی حرام ہے ۔

مراقبہ کی کیفیت :۔ صاحب مراقبہ کو دائمی حضوری ہوتی ہے ۔ مراقبہ کے
مراتب بہت بڑے ہیں ۔ مراقبہ سے سیدھی راہ ۔ راہ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلم
ہاتھ آتی ہے ۔ مراقبہ والے پر مراقبہ کا لفظ اس وقت تک عائد نہیں ہو
سکتا ۔ جب تک اسم اللہ ذات کے تصوّر سے آورد برد نہ کرے مراقبہ کے
خاص الخاص درجے ہیں ۔ اور اس کی بنیاد اسم اللہ ذات ہے ۔ صاحب مراقبہ
ذکر، فکر اور تسبیح سے باطن میں خواب کے اندر یا مراقبہ میں معرفتِ الٰہی
اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم ۔ مجلس انبیاء اور مجلس اولیاء میں پہنچ کر
ہر ایک سے ملاقات کرتا ہے ۔ جس صاحبِ مراقبہ میں ذیل کے (۲) دو وصف
نہیں اس کا مراقبہ غلط ہے ۔ اسے مراقبہ کی راہ ہی معلوم نہیں ۔ مراقبہ انسان
کو نفس و شیطان سے محفوظ رکھتا ہے ۔ شیطانی وسوسے اور خطرات کو
پاس نہیں آنے دیتا ۔ بمنزل بمنزل معرفت الا اللہ اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ
وسلّم میں پہنچا دیتا ہے ۔ اگر صاحبِ مراقبہ کی یہ کیفیت ہو تو ٹھیک ہے ۔
ایسا شخص جب چاہے حضوری میں حاضر ہو سکتا ہے ۔ اس کو عارف باللہ

کہتے ہیں ۔ ایسے شخصوں کو خاتمہ بالخیر مبارک ہو ۔ ان کا باطن معمور اور آباد
ہوتا ہے ۔

واضح رہے کہ مراقبہ میں چار چیزیں ہیں جو محض چار میم ہیں ۔

۱ پہلا میم مراقبہ سے محبت ہے ۔ یعنی مراقبۂ محبّت سے اسرار پروردگار
کا مشاہدہ ہوتا ہے ۔ یہ اسمِ اللہ ذات کے تصوّر سے ہوتا ہے ۔

۲ دوسرا میم مراقبہ سے معرفت توحید نور الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ بھی اسم
اللہ ذات کے تصور سے ہوتا ہے ۔

۳ تیسرا میم مراقبہ سے معراج الصّلوٰۃ دل سے کھلتا ہے ۔ ذکر جاری ہوتا ہے
ذوق اور فرحت نصیب ہوتے ہیں ۔ اور وجود کے ہر رونگٹے سے یا اللہ کی
آواز نکلتی ہے ۔ یہ مراقبہ اسم لہٗ کے تصوّر سے ہوتا ہے ۔

۴ چوتھا میم مراقبہ مجموعۃ الوجود ۔ اس سے تمام وجود سر سے پاؤں تک گھر
جاتا ہے ۔ اور مراقب نفس اور شیطان پر غالب آ جاتا ہے ۔ یہ مراقبہ کرنیوالا
جب تک ہر ایک ولی اور نبی سے ملاقات نہیں کر لیتا ۔ تب تک مراقبہ نہیں
چھوڑتا ۔ خواہ لوگوں کی نگاہوں میں وہ وقت ایک لحظہ ہوتا ہے ۔ لیکن باطن
میں ستّر سال کے برابر ہوتا ہے ۔ اس قسم کا مراقبہ کرنے والے کے ہر عضو
سے ستر ہزار نورانی صورتیں ذکر الٰہی کرتی ہوئی نمودار ہوتی ہیں ۔ اور جب
صاحب مراقبہ فارغ ہوتا ہے تو وہ مشکلیں پھر اپنے اصلی مقام پر چلی جاتی ہیں ۔
بعض لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مراقبہ کر رہا ہے اور بعض کو معلوم
ہوتا ہے کہ مراقبہ نہیں کر رہا ہے ۔ یہ مراقبہ اسمِ ھُوْ کے تصوّر سے ہوتا

ہے۔ اسمِ ھُوَ سے چار ذکر کھلتے ہیں۔ جنہیں غرق حضور کہتے ہیں۔

اوّل ذکرِ حامل۔ یہ مرشدِ کامل سے حاصل ہوتا ہے۔

دوم ذکرِ سلطانی۔ اس سے انسان نفسانی خواہشات سے نکل کر لاہوت لامکان میں پہنچ جاتا ہے۔

سوم ذکرِ قربانی۔ اس کے سبب انسان خطراتِ شیطانی سے بچ جاتا ہے

چہارم ذکرِ خفی۔ اس کے سبب ذاکر مجلس نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں ہمیشہ کے لیے مشرف ہو جاتا ہے۔ جو شخص ان اذکار سے واقف نہیں اس کا مراقبہ مردود ہے۔ اور اس کا طالب مردار۔

مراقبہ کے چار مقام ہیں۔ (۱) محبت (۲) مشاہدہ (۳) معرفت (۴) محرمِ اسرار پروردگار اور انبیاء اور اولیاء کی دائمی مجلس۔ اس قسم کا مراقبہ مقصود مطلوب اور محمود ہے۔ اور جس مراقبہ میں مندرجہ ذیل صفات نہ پائی جائیں اس مراقبے والا نفس مردہ کی قید میں ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر اور تفکّر بغیر مراقبہ اور خاص الخاص ذکر فکر حاصل نہیں ہوتا۔ اسم اللہ ذات کے تفکّر اور تصوّر سے صاحبِ مراقبہ اپنی ہستی کو چھوڑ کر ذاتِ حق میں غرق ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اسم اللہ ذات کے تصوّر و تفکّر سے بغیر مجاہدہ کے مشاہدہ کرتا ہے۔ اور لاہوت و لامکان اور تمام چیزیں عین بعین اسے دکھائی دیتی ہیں۔ نور ربوبیّت نور ذات حضور اور لقا سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور جو اسم اللہ ذات

کے تصور بغیر دیکھتا ہے۔ اس کا ذکر، فکر، مراقبہ اور مکاشفہ ناسوت سے نفسانی خواہشات کے مطابق ہوتا ہے۔ عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک سب کچھ حرص و ہوا کے موافق ہوتا ہے۔

اقسامِ مراقبہ:۔

واضح رہے کہ مراقبہ اور خواب غرق اپنے آپ سے بے خبر ہونے کا نام ہے۔ مراقبے کی دس (۱۰) قسمیں ہیں۔

(۱) مراقبہ سفرِ ازل کی سیر

(۲) مراقبہ سفرِ ابد کی سیر

(۳) مراقبہ فی الارض

(۴) سفرِ آسمان کی سیر کا مراقبہ

(۵) حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مجلس میں مشرف ہونے کے سفر کی سیر کا مراقبہ۔

(۶) انبیاء علیہ السّلام کی محبّت کا مُراقبہ

(۷) غالب الاولیاءؒ حضرت محی الدّین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کا مراقبہ

(۸) ہر مومن مسلمان سے مصافحہ و ملاقات کا مراقبہ

(۹) وجودی مراقبہ یعنی قلب و نفس اور روح کے تماشے کی سیر کا مراقبہ

(۱۰) توفیق باری تعالیٰ کا مراقبہ

نیز مراقبہ کی چند قسمیں اور بھی ہیں۔ اہل خطرات خام خیال کا مراقبہ

اور ہے مراقبہ عین جمال عدیم المثال اور۔

اوّل فتح الابواب مراقبہ ازل :۔ مراقبہ رقیب جس سے شیطانی خناسی وسوسے دور ہو جاتے ہیں۔ اور طالب مطلوب کو پہنچ جاتا ہے، حب الوطن من الایمان یہاں پر وطن سے مراد ازل ہے۔ الحدیث: کل شیٔ یرجع الیٰ اصلہٖ ۔ یہاں پر بھی اصل سے مراد بھی ازل ہی ہے۔ جب طالب اللہ پہلے مراقبہ ازل کی نیست کرتا ہے۔ تو میدان روحانیت میں کھڑا ہوتا ہے اور ازل کا تماشہ دیکھتا ہے۔ اور الست بربکم کی آواز سنتا ہے۔ اور قالوا بلیٰ کہتا ہے اور ہر انبیائؑ، اولیائؒ، اصفیا اور مومن مسلم کی روح سے مصافحہ کرتا ہے۔ اور حقیقی مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور حدیث المؤمن مرآۃ المومن کا مفہوم اُسے معلوم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے روز جب اللہ تعالیٰ نے روحوں کی تمام صفوں سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ تو روحوں نے جواب دیا کہ اے خداوند ہم تجھ چاہتے ہیں اور تیرا دیدار چاہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے دنیاوی۔ اسباب پیش کیا تو نو حصے روح اس کی طرف مائل ہو گئے اور ایک حصہ صف میں کھڑے رہے۔ اور کہنے لگے ہمیں فقط مولیٰ کے دیدار کی خواہش ہے الحدیث الآن کما کان کا تماشا دیکھ کر طالب اللہ مراقبہ سے باہر نکلتا ہے!

دوسرا مراقبہ سفرِ ازل کی سیر کا :۔ اس مراقبہ میں جب غرق ہوتا ہے تو دیکھتا ہے۔ گویا قیامت برپا ہوئی ہے۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہٗ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہٗ ۔ کہ پل صراط سے گزرنا، دوزخ والوں کا عذاب میں گرفتار ہونا، اہل بہشت کی خوشی۔ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے شراب طہور کے جام پینا اور دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا سب کچھ دیکھ کر مراقبہ سے نکلتا ہے۔

سوم مراقبہ زمین کی سیر کا :۔ اس میں جب بے خود ہوتا ہے تو اس میں چاند سے لے کر تحت الثریٰ تک ساری چیزوں کو دیکھ کر مراقبے سے نکلتا ہے :۔

چہارم مراقبہ طبقات آسمان کے سفر کی سیر کا :۔ جب مراقبہ میں غرق ہو کر اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ اس میں ملائک کے مقامات، نو آسمان عرش، کرسی، لوح و قلم دیکھ کر مراقبہ سے باہر آتا ہے۔

پنجم مراقبہ سفر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر کا :۔ اس میں جب بے خود ہوتا ہے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتا ہے۔ اور وہاں سے جس منصب کے لیے حکم ہوتا ہے۔ اور جو ہدایت اور عنایت ہوتی ہے۔ اس پر ثابت قدم ہو جاتا ہے۔ اور پھر مراقبے سے نکلتا ہے۔

ششم انبیائؑ کی محبت کا مراقبہ :۔ جب انبیاء و اصفیاء کے سفر کی سیر کے مراقبہ کی نیت کرتا ہے۔ اور بے خود ہو جاتا ہے۔ تو ہر ایک نبی سے اس کی ملاقات ہوتی ہے۔ اور پھر مصافحہ کر کے مراقبے سے نکلتا ہے

ہفتم غالب الاولیا حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا مراقبہ :۔ اس میں جب بے خود ہوتا ہے تو ان سے ملاقات کر کے اندر ان کے مراتب کو دیکھکر مراقبہ سے باہر نکلتا ہے۔

ہشتم ہر مومن مسلمان سے مصافحہ وملاقات کا مراقبہ:۔ جب ہر مومن کی روح کے سفر کی نیت سے مراقبہ کرتا ہے۔ اور اس میں بے خود ہو جاتا ہے۔ تو ہر ایک مومن مسلمان کی روح سے ملاقات اور مصافحہ کر کے مراقبہ سے نکلتا ہے۔

نہم وجودی مراقبہ اور اٹھارہ ہزار عالم کے سفر کی سیر کا مراقبہ:۔ جب اس میں بے خود ہوتا ہے تو وجود کی سیر کرتا ہے۔ اور اٹھارہ ہزار عالم کا تماشہ دیکھ کر مراقبہ سے نکلتا ہے۔

دہم وحدانیت باری تعالیٰ کا مراقبہ:۔ اس مراقبے کے وقت توحید میں ایسا غرق ہو جاتا ہے۔ گویا ستر سال یا سو سال نور ظہور میں غرق رہا ہے اور لوگوں میں رہ کر بھی ایک لحظہ بھر اس مراقبے سے غافل نہیں رہتا۔ جو شخص اس مراقبے سے باخبر نہیں اگرچہ وہ اعلیٰ خانوادے سے ہی کیوں نہ ہو وہ معرفت اور سلوک ربّانی سے محروم ہے۔

مراقبہ چند قسم کا ہے:۔ (۱) مراقبہ مبتدی (۲) مراقبہ متوسّط (۳) مراقبہ منتہی۔

(۱) پس مراقبۂ مبتدی ذکر اور فکر کے ساتھ ایسا غرق ہو کہ اگر کوئی تلوار مارے حرکت نہ کرے نہ ہلے۔ ایسا غرق اللہ کے شغل کا مقام ابتدار خام ہے۔

(۲) دوسرا متوسط:۔ جب صاحبِ مراقبہ کو ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدہ الٰہی میں بارہ برس ایک مراقبہ کے ساتھ گذریں کہ نہ گرمی کی خبر نہ جاڑے کی۔ اور جب اُٹھے تو کہے طرفۃ العین بھی نہ گذرا۔ ایسا مراقبہ متوسط بھی

عوام ہے۔

۳ جب بے ذکر اور فکر کے اسم اللہ کے تصوّر سے اور اسم اللہ کا ہر حرف مثل آب نور اللہ وحدت کا دریا ہووے۔ اور اس میں توحید کا دریا اور اس میں اللہ کا نور۔ اس نور میں صاحب مراقبہ غوطہ کھاوے۔ اور غرق ہووے۔ اگر کوئی اس طریق سے غرق ہووے تو اس کے تن پر سوئیاں لگیں کوئی زخم نہ ہو۔ اور جسم سے خون نہ نکلے۔ اور اپنے پر سلامت رہے۔ اور با وجود اس کے کہ صاحبِ مراقبہ منتہی مراقبہ کے ساتھ غرق ہو۔ جثۂ نفسانیت سے نکلے۔ اور انبیاء و اولیا کی مجلس میں ہم مجلس ہوئے۔ اور ذکر قلبی وجود میں جاری ہووے۔ خلق کے نزدیک مردہ اور قبر میں دفن ہو۔ اور خدا کے نزدیک زندہ۔ الحدیث الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب، موت حبیب کو حبیب سے ملانے کا پُل ہے۔ قبر میں پوست اور عرش پر روح۔ اس موت کو حیاتِ ابدی کہتے ہیں۔ موتوا قبل ان تموتوا۔ اور ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلبون من الدار الی الدار مراقبہ کی انتہا ہے۔ جو اس مرتبہ میں آوے موت کو اختیار کرے۔ قرب الٰہی میں داخل اور جثۂ نفسانیت سے نکلے۔

صاحب مراقبہ کی چار چیزیں دشمن ہیں۔

(۱) ایک کشف

(۲) دوسرے کرامات

۳ تیسرے خلق کی رجوعات

۴ چوتھے سیرِ طبقات

جو ان چاروں سے نکلے ۔ اسم اللہ کے مراقبے میں آوے ۔ فنا فی اللہ ہووے ۔ اور مراقبہ مرتبہ انبیاء اور اولیاء کا ہے ۔ مراقبہ کو مردہ دل محروم معرفت کیا جان سکتا ہے ۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس ۔

مراقبہ کی شرح اور اس کی تحقیقات :۔ کہ اس میں خطرات نفسانی اور توہمات شیطانی اور خیالات دنیا و جاہ پیدا نہ ہوں ۔ بلکہ ہمیشہ صاحب مراقبہ ذکر و فکر اور تسبیح میں رہا کرے ۔ جب طالب اللہ باطن کی طرف توجہ کرے تو اس کو چاہیے کہ شغل و اشغال باطنی شروع کرنے سے پہلے تین دفعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مع تعوّذ ،

تین دفعہ درود شریف ۔

تین دفعہ آیات الکرسی ۔

تین دفعہ سلامٌ قولاً من ربٍّ رحیم ۔

تین دفعہ چاروں قُل ۔

تین دفعہ سورہ فاتحہ ۔

تین بار کلمۂ تمجید اور ۔

تین دفعہ کلمہ طیّب لا الٰہ الاّ اللہ محمّد رّسول اللہ پڑھے ۔ اور کلمہ طیب پڑھتے اسمِ اللہ اور اسمِ محمّد پہ نظر رکھے ۔ (اور اپنے اوپر پھونکے) اور آنکھیں بند کر کے ملاقات انبیاؑء و اولیاء اور معرفت اِلاّ اللہ کی نیّت

کرے ۔ بے شک مرشد کامل حضور میں پہنچائے گا ۔ اور حضور مجلس انبیاء و اولیاء ، تلاوت قرآن ۔ اور ذکر الٰہی ، اور مطالعہ حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی باطنی قوت کے موافق ہوگا ۔ پھر چند روز کے بعد جب توفیق الٰہی سے وہ انبیاء و اولیا کی ارواح سے مانوس ہو جائے گا ۔ تو ظاہری باطنی حصار کی ضرورت نہ رہے گی ۔ کیونکہ طالبِ حق ، حق کو پالے گا ۔

اس مراقبہ والے کو مراقبہ نہیں کہہ سکتے ۔ جس میں صاحبِ مراقبہ نیت کر کے علم الیقین ، عین الیقین ، حق الیقین کا مشاہدہ نہ کرے ۔ اس طائفہ کی موت ، حیات کا حکم رکھتی ہے ۔ اور یہ طائفہ سروری قادری اولیاء اللہ کا دنیا و آخرت میں نجات یافتہ ہے ۔

جو شخص علمِ مراقبہ کا مطالعہ شروع کرتا ہے ۔ اس کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے ۔ اور اس محبّت سے سات مجلسیں منکشف ہوتی ہیں یعنی حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر جناب خاتم النّبیّین صلّی اللہ علیہ وسلّم تک ۔ علمِ مراقبہ کے ابتدائی سبق سے ہی رقیب دور ہو جاتا ہے ۔ اور حبیب مل جاتا ہے ۔ لیکن جو شخص مردود ، مرتد بے یقین اور بے دین ہے وہ شیطان لعین کی قید میں پھنسا ہوا ہے ۔

جو شخص مرشد اہل خانوادہ کے فرمان پر اعتبار نہیں کرتا ۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس کے ہفت اندام کو مشاہدات نوری اور مشاہدات حضوری میں جلا کر پاک کیا جائے ۔ تاکہ ساری عمر اسے مجاہدہ اور ریاضت کی ضرورت نہ رہے ، اور مشاہدات حضوری سے حضوری میں پہنچ جائے ۔ اور

بعد ازاں اسے رجعت لاحق نہ ہو ۔ اور پیر و مرشد کی قید سے باہر نہ جائے ۔ ایسے مراقبے کو محرم اسرار کہتے ہیں ۔ اس کے ذریعے طالب نفس و شیطان کی قید سے نکل جاتا ہے ۔ اور لاہوت و لامکان میں آمد و رفت نصیب ہوتی ہے ۔ اس سے قرب رحمان حاصل ہوتا ہے ۔ جو شخص ذکر و فکر میں حیوان کی طرح دم بستہ حیران و پریشان ہے وہ مراقبہ کی قدر نہیں جانتا ۔ مراقبہ موت کے متعلق اور قریب ہے ۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور میں توجہ کے ساتھ مراقبہ کرے ۔ اس پر موت کے حالات کا مشاہدہ منکشف ہوتا ہے ۔ چنانچہ جان کنی ، حقیقت قبر ۔ سوال منکر نکیر ، حساب گاہ ، اور قیامت اسے دکھائی دیتی ہے ۔ اور پُل صراط سے صحیح سالم گزر کر بہشت میں داخل ہوتا اور حور و قصور کو دیکھتا ہے ۔ اور دیدار پروردگار سے مشرف ہوتا ہے ۔ در اصل مطلب بھی یہی ہے ۔

حق الیقین مراقبہ سے انسان واصل بنتا ہے ۔ حدیث موتوا قبل ان تموتوا ایسا مراقبہ قرب خدا کی معرفت تک منتق وجودیہ سے پہنچا دیتا ہے ۔

از دل دور کن پشۂ خطرات را
تا بیابی وحدت حق ذات را

مراقبہ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا وسیلہ ہے ۔ مراقبہ ایک آگ ہے جو شیطانی وسوسوں اور خطرات کو اس طرح جلا کر خاکستر کر دیتا ہے ۔ جس طرح آگ خشک لکڑی کو ۔ ۵

گر بگویم شرح ایں احوال را
ہر یکے عبرت خورد عارف خدا

مراقبہ ایمان کا جوہر ہے ۔ جس سے قرب رحمٰن حاصل ہوتا ہے ۔ مراقبہ کئی طرح ہے ۔ نفس با نفس ، قلب با قلب ، روح با روح ، سر با سر ، عیاں با عیاں ، ذکر با ذکر ۔ یعنی وہ ذکر جو لازوال ہے ۔ اور فکر با فکر وہ فکر جو باوصال ہے ۔ یہ راہ نص و حدیث کے مطالعہ اور بدعت و نفس کو ترک کر کے حاصل ہوتی ہے ۔ بعض عارف کا تصور اسم اللہ ذات سے معرفت اور محبت میں مشاہدہ انوار دیدار مراقبے کے اندر کھل جاتا ہے ۔ ایسا مراقبہ ظاہر میں چشم پوشی اور باطن میں عشق الٰہی سے خون جگر نوشی ہوتی ہے ۔ ایسے صاحب مراقبہ صحیح کو چاہیے کہ ہمیشہ سر مراقبے سے نہ اٹھائے کہ اس کا مراقبہ محرم اسرار پروردگار بالیقین و اعتبار ہے ۔

۱ جو شخص اخلاص قلبی اور روحی سے نفس کو مردہ کر کے معرفت کا لباس پہن کر مراقبہ کرتا ہے ۔ تو یہ مراقبہ اسم اللہ ذات کے سبب اسے ایک لحظہ میں حضور تک پہنچا دیتا ہے ۔ اور حضور سے سوال و جواب مفصّل حاصل کر سکتا ہے ۔ چنانچہ باطن میں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم حاصل کرتا ہے ۔ پھر اُسے ظاہری آنکھ سے دیکھ لیتا ہے ۔

۲ جو مراقبہ اربعہ عناصر کی رد کیا جائے وہ خام خیالی ہے ۔ اور

سراسر خطرات ہے ۔بلکہ حیوانیت ، بے جمعیتی اور پریشانی ہے ۔

۳ جو مراقبہ روح کی رو کیا جائے اس کے سبب قرب الٰہی کیوجہ سے کل و جزُ نظر میں رہتا ہے ۔

۴ جو مراقبہ سِرّ کی رو کیا جائے وہ پردے اٹھا دیتا ہے ۔اور دیدار پروردگار سے مشرف کر دیتا ہے ۔ اور اسے یقین اور اعتبار آ جاتا ہے ۔جو شخص دیدارِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا منکر ہے ۔ اس کی شفاعت نہ ہوگی ۔بلکہ وہ امّت سے شمار نہیں کیا جاتا ۔ اور حشر کے دن وہ ریچھ ، سُور ، کُتّے اور گدھے کی طرح ہوگا ۔

۵ جو مراقبہ ابرار کی رو کیا جائے ، اس سے بقا اور لقاء دونوں حاصل ہوتے ہیں ۔

۶ جو مراقبہ نور کی رُو کیا جائے ، اس میں مشاہدہ قرب حضور حاصل ہوتا ہے ۔

۷ جو مراقبہ نورِ ایمان کی رو کیا جائے ، اُس سے دنیا کی ترک ، نفس اور شیطان پر غلبہ حاصل ہوتا ہے ۔ یہ ظاہر اور پوشیدہ سات مراقبے ، سات اعضاء ، سات چابیاں ، سات قفل ، سات حکم ، سات حکمتیں ، سات طلسمات وجودیہ اور سات گنج اگر جمع ہوں تو ایک وجود بنتا ہے ۔ بعد ازاں فقر میں قدم رکھا جاتا ہے ۔کیونکہ ساتوں چیزیں فقر کے قاعدہ کی الف ، ب ، ہیں ۔جب یہ ختم ہوا تو پھر فقر کے لاحد ، لاعد ، لانہایت اور لاہوت و لامکان میں پہنچتا ہے ۔

مرشد کو چاہیے کہ طالب اللہ کے لیے مراقبہ میں ریاضت کا دروازہ کھول دے ۔ اور ریاضت صرف زہد و تقویٰ سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ ریاضت ، تصوّر و فکر سے حاصل ہوتی ہے ۔اور ریاضت میں مراقبۂ تصوّر کے چالیس چلے ، یا بیس چلے ، یا پانچ چلے یا دو چلے ۔ یا ایک چلّہ کرا دے ۔یا یہ کہ بیس روز یا دس روز یا پانچ روز یا دو روز یا ایک ہی روز چلّہ کشی کروائے ۔ اور بہتر یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک طالب کو اپنے نزدیک بٹھا کر ایک توجہ سے اسے تمام مقامات طے کروائے اور مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں پہنچائے ۔ اور طالب کو اس کے ساتھ ہمیشہ صدق و ارادت رکھنی چاہیے ۔ اگر صدق و ارادت اس سے مفقود ہو جائے تو نعوذ باللہ منہ مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دور ہو کر سلوک اس سے سلب ہو جاتا ہے ۔ مگر جبکہ مرشد کامل نہ ہو تو طالب کو یقین کچھ فائدہ نہیں دے سکتا ۔

شرحِ مراقبہ :۔ اجتماع حواس خمسہ اور توجہ باطنی سے مستغرق ہو کر مشاہدے کا نام مراقبہ ہے ۔ تصوّر اسم ذات اللہ سے باطنی نظر کھُلتی ہے اور مراقبہ سے اس میں وسعت پیدا ہو کر طالب روشن ضمیر ہو جاتا ہے ۔ لفظ کے مفہوم میں اس طرح ڈوب جانا کہ سوائے اس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے ۔ اس کو مراقبہ کہتے ہیں ۔ اور مراقبہ کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ۔

الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک
احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ سو
اگر تو اس کو نہ دیکھ سکے تو یہ دھیان کر کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔ صاحبِ
مناقب سلطانی حامد سلطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مراقبہ کے
لغوی معنی گردن کو سینے کی طرف خدا کی خاطر جھکانا ہے۔ یعنی حضورِ
الٰہی میں مشغول ہونا اور ماسویٰ اللہ کا خیال ترک کرنا ہے

چشم بند و لب بہ بند و گوش بند
گر نہ یابی سرّ حق بر من بخند

مراقبہ کا شغل شام کی نماز، یا تہجد کی نماز، یا زوال کی نماز کے بعد.
..... وظائف ادا کرنے کے بعد جبکہ دل کو لطافت حاصل ہو چکی ہو
کرے....... بعد ازاں اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اپنے مرشد کی صورت
یا اس کے مزار مبارک کو برزخ بنائے۔ یعنی شکل حاضر کر کے آئینہ کیطرح
اُسے سامنے رکھے.........وسیلے بغیر اللہ تعالیٰ کو دیکھنا مشکل ہے۔
بوقت مراقبہ باطن میں شیطانی باطل خطرات اور نفسانی وہمات یا
دنیاوی حادثات میں کوئی ایک بھی نہیں ہونا چاہیے۔ صحیح ذکر فکر اور
کلمات تسبیح سے مراقبہ کا طریق یہ ہے۔ کہ جب طالب اللہ باطن کی
طرف شغل الٰہی میں مشغول ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے،
(۱) تین مرتبہ بسم اللہ (۲) تین مرتبہ درود شریف (۳) تین مرتبہ آیت الکرسی
(۴) تین مرتبہ سلام قولا من رب رحیم (۵) تین مرتبہ چاروں قل (۶) تین

مرتبہ سورت فاتحہ (۷) تین مرتبہ کلمہ تمجید (۸) اور تین مرتبہ کلمہ طیب پڑھے،
(۱) اسم اللہ و اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نگاہ رکھے۔
(۲) بعد ازاں آنکھ بند کرے اور مجلس انبیاء، مجلس اولیاء اور معرفتِ الٰہی
کی نیت کرے۔
(۳) صاحب مراقبہ کو مربعہ بیٹھنا چاہیے۔ اور اپنے سر کو زانوؤں میں
لے جائے۔

پردہ را بردار عین از عین بین
راہ عرفان این بود حق الیقین

(ا) بعد ازاں صاحب مراقبہ اس سانس کو جو اندر باہر آتا ہے، پکڑ
لے اور اسم الٰہی کا ذکر فکر ملحوظ رکھے۔
(ب) جب سانس اندر کی طرف جائے تو اسم اللہ کا ذکر کرے۔
(ج) جب سانس باہر نکالے تو دماغ اور ناک کی راہ خارج کرے اور اسم
ہُو کا تصوّر کرے۔
(د) اسم اللہ کو دل کے صفحہ پر تصوّر کرے۔ یعنی خیال کی انگلی کے
قلم سے دل پر موٹے لفظوں میں خوشخط لکھے۔
(ہ) اور دل کو جو گوشت کا ایک لوتھڑا نیلوفر کے غنچہ کا سا ہے....
.....بدن کی نچلی طرف سرنگوں لٹکا ہوا ہے۔ فکر کے ہاتھ سے اُٹھا
کر سیدھا کرے۔ یعنی اس کی نوک اوپر کی طرف کرے۔ اور اپنے
سینہ میں صفحہ کی طرح اپنے سامنے رکھے۔ اس طرح اسم اللہ کی مشق

کرے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"مراقبے کا لب لباب یہ ہے کہ ایک آیت قرآنی یا کوئی کلمہ زبان سے کہے یا اس کا دل میں خیال کرے اور اس کے معنی کو خوب طرح بوجھے پھر تصور کرے کہ یہ مدعا کیونکر ہے اور اس کی تحقیق اور ثبوت کی کیا صورت ہے۔ پھر اسی صورت پر خاطر کو جمع کرے۔ اس طرح پر کہ سوائے اس کے کوئی خطرہ نہ آوے۔ یہاں تک کہ اس میں استغراق محقق ہو، اور ایک طرح کی ربودگی اور غفلت اس کے ماسوا سے حاصل ہو۔"

(۱) **مراقبہ حضور حق تبارک و تعالیٰ**:۔ اس مراقبہ میں اسم ذات اللہ کا تصور کرے اور اس اسم پاک کو باطن میں نگاہ رکھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری اور نظر اور اس کی معیت یعنی اللہ حاضری، اللہ ناظری، اللہ معی کو خیال میں لائے اور خوب مضبوط تصور کرے۔ باوجود پاک ہونے اس ذات مقدس کے جہت و مکان سے یہاں تک تصور کو جماوے کہ اس میں ڈوب جاوے۔

(۲) **وفی انفسکم افلا تبصرون کا مراقبہ**:۔ میں تمہارے نفس میں ہوں، تم کیوں نہیں دیکھتے۔ پس مراقبہ کرنے والے کو چاہیے کہ مذکورہ آیت کے معنے و مقصد کے مطابق اپنی ہستی کے گھر کو برباد کرے تاکہ مشاہدۂ ذات میں مستغرق ہو۔

(۳) **وھو معکم اینما کنتم**:۔ میں تمہارے ساتھ ہوں، جہاں تم ہو۔ اور اس کے ساتھ ہونے کو دھیان کرے کھڑے، اور بیٹھے اور لیٹے، تنہائی اور لوگوں کی ملاقات میں مشغولی اور بیکاری۔ اس تصور کو پختہ کرے۔ اور تصور اسم ذات میں مراقب ہو۔

(۴) **نحن اقرب الیہ من حبل الورید**:۔ ہم تمہاری شہ رگ کے نزدیک ہیں۔ پس مراقبہ کرنے والے کو چاہیے کہ مذکورہ آیت کے معانی کی طاقت سے با تصور استغراق حاصل کرے تاکہ اسے معلوم ہو کہ حرکت دینے والا مطلق وہی ہے۔ میرا وجود اس کا پیراہن ہے۔ مغز و پوست دشمن دوست میں وہی ہے۔

(۵) **فاینما تولوا فثم وجہ اللہ**:۔ پس جس طرف تم اپنا چہرہ پھراتے ہو اللہ تعالیٰ کا چہرہ موجود ہے۔ مراقبہ کرنے والے کو چاہیے کہ اس آیت مذکورہ کو شمع اور اپنے آپ کو پروانہ بنائے۔ اس خیال میں مستغرق ہو، اور ہر طرف اسی کو دیکھتا ہوا مراقب ہو۔

(۶) **واللہ بکل شئ محیط**:۔ یعنی اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اس آیت کا دھیان کرے اور مراقب ہو۔

(۷) **ھو الاول والآخر والظاھر والباطن**:۔ یعنی حق تعالیٰ اوّل ہے، اس سے پہلے کوئی چیز نہیں۔ آخر ہے، جو بعد فنائے عالم باقی رہے گا۔ ظاہر ہے باعتبار اپنی صفات اور افعال کے۔ باطن ہے باعتبار اپنی ذات کے کہ اس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا

اس آیت پاک کے تصور میں مراقب ہو ۔

(۸) **مراقبۂ فنا ۔ کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربك ذوالجلال والاکرام** :۔ یعنی جو زمین پر ہے ۔ وہ نیست و نابود ہونے والا ہے ۔ اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات ، جو بڑائی اور بزرگی والا ہے ۔ اور اس کے مراقبے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کو تصوّر کرے کہ مر گیا اور ایسی راکھ ہو گیا ۔ جس کی ہوائیں اڑاتی ہیں ۔ اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ۔ اور ہر چیز کی ترکیب اور شکل مٹ گئی ۔ اور اللہ کو باقی اور موجود دھیان کرے ۔ سو اس تصویر پر قائم ہو کر مراقب ہو تو نیستی اور نابودی کو مفید ہو گا ۔

(۹) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** :۔ صاحب مراقبہ کو چاہیے کہ وحدانیت کے خیال میں بسم اللہ کا تصوّر کرے ۔ اور مراقب ہو جس سے شیطان گل یا پگھل جاتا ہے ۔ جس طرح آگ میں قلعی پگھل جاتی ہے ۔

(۱۰) مراقبہ اسرار ۔ الانسان سرّی وانا سرّہٗ : طریقہ اس کا یہ ہے ، کہ حدیثِ پاک کے مضمون کو مدِّنظر رکھے باتصوّر ہو کر یکسوئی سے استغراق حاصل کرے ۔ تاکہ فقیر پر حدیثِ پاک ، "انسان میرا بھید اور میں انسان کا بھید ہوں"، کے معانی منکشف ہوں ۔

طالبِ مولیٰ کو چاہیے کہ ابتدا میں چار مراقبے پختہ کرے ۔

(۱) مراقبہ اسم اللہ (۲) مراقبہ اسمِ للّٰہ (۳) مراقبہ اسمِ لہٗ (۴) مراقبہ

اسم ھُوْ ۔ تاکہ فنا اور بقا ، پختہ ہو کر فنا فی اللہ ، بقا باللہ حاصل ہو ۔

(۲) علاوہ ازیں اسمائے پاک (۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۲) احمد صلی اللہ علیہ وسلم (۳) حامد صلی اللہ علیہ وسلم (۴) محمود صلی اللہ علیہ وسلم کا باتصوّر مراقبہ کرے ۔ تاکہ حضوری سے مشرف ہو ۔

(۳) اسماء الحسنیٰ میں سے اسمائے جمالی کا باری باری باتصور مراقبہ کرے ۔ صفاتِ الٰہی کے غیبی خزانوں کا تعرُّف حاصل ہو ۔

(۴) حروف تہجّی میں سے ہر حرف کا الگ الگ باتصوّر مراقبہ کرے ۔ جس سے جملہ علوم اور باطنی خزانوں کی کلیات میسّر ہوں

(۵) سورۃ فاتحہ ، سورۃ اخلاص ، آیت الکرسی ، سورۃ ملک ، سورۃ مزمّل ، سورۃ یٰسین کا مراقبہ کرے ۔

(۶) آیات پاک سلام قولاً من ربّ رّحیم اور دوسری آیات قرآنی کا مراقبہ کرے ۔

(۷) نفس ، قلب ، روح ، سر ، نور کا مراقبہ کرے ۔

(۸) پیغمبرانِ عظام کی ملاقات کا مراقبہ کرے ۔

(۹) اولیاء عظام کی ملاقات و فیض کی نیت سے مراقب ہو ۔

(۱۰) اسم ذات و اسم سرور کائنات کے مراقبہ میں ہمیشہ سرنگوں رہے ۔ وما توفیقی الا باللہ

ایک طالب اللہ غوث الثقلین سیّد عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور آپ کے دستِ حق پرست پر توبہ کر کے رخصت ہوا ۔ آپ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا

کہ جو شخص ابھی بیعت کر کے گیا ہے ، اسے تلاش کرو ، بہت
تلاش کے بعد جب لوگ ناکام واپس لوٹے تو آپ نے فرمایا، وہ
ابدال وقت تھا بہت دور سے میرے ہاتھ پر توبہ کرنے کے لیے
حاضر ہوا تھا۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ ابدالِ وقت اتنا کامل اور پھر
توبہ ؟ آپ نے لوگوں کی بد گمانی کی دلیل باطل کو روشن ضمیری
سے معلوم کیا ، اور فرمایا ، ہاں وہ توبہ کرنے آیا تھا۔ اس بات
کی توبہ کہ پہلے وہ طیر سیر میں پھنسا ہوا تھا۔ صفات کی سیر میں
مصروف تھا۔ اب اس نے عہد کیا ہے کہ وہ آئندہ مشاہدہ ذات
میں مستغرق رہے گا۔ کیونکہ تحت الثریٰ سے عرشِ معلّےٰ تک جو
کچھ بھی ہے وہ سب حجاب اور ما سویٰ اللہ ہے۔ اور اس نے
اب غیر سے توبہ کی ہے۔ صاحب مراقبہ کے لیے ضروری ہے
کہ وہ طیر سیر میں عمرِ عزیز ضائع کرنے کی بجائے مشاہدۂ انوارِ تجلیاتِ
الٰہیّہ کے نور میں مستغرق ہوکر فنا سے بقا اور لقاء حاصل کرے۔
حضور رسالتمآب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے
واپس تشریف لائے تو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی
ایک جماعت نے حاضر ہوکر عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ نے ذاتِ
کبریا کو دیکھا ؟ تو آپ نے فرمایا۔ تفکروا فی صفاتہٖ ولا تفکروا
فی ذاتہٖ یعنی اس کی صفات میں فکر کرو اس کی ذات کا فکر نہ کرو!
یہی عرض جب دوسرے صحابۂ کرام نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں عرض کی ، یا رسول اللہ کیا آپ نے اللہ رب العزت
کو دیکھا ؟ آپ نے فرمایا ہاں : من رأنی فقد رءا الحق :۔ جس نے
مجھے دیکھا تحقیق اس نے حق کو دیکھا۔

باب در بیان مجالس النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ب باہجھ حضوری نہیں منظوری توڑے پڑھن بانگ صلاتاں ہُو
روزے نفل نماز گزارن توڑے جاگن ساریاں راتاں ہُو
باہجھوں قلب حضور نہ حاصل توڑے کڈھن سے زکاتاں ہُو
باہُو باہجھ فنا رب حاصل ناہیں نہ تاثیر جماعتاں ہُو

واضح رہے کہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح ، مراقبہ ، ذکر،
فکر مکاشفہ محاسبہ ، مقامات و درجات ، معرفت اور توحید کا استغراق
اسم اللہ ذات کے تصوّر سے نص و حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔
تجلیاتِ ربّانی کا نور باطل باطن میں ہرگز نہیں ہوتا ، جب باطن صاف
ہو جائے تو پھر شیطانی خطرات نفسانی وسوسے اور توہمات سب
اُٹھ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سچی ارادت کے ساتھ
کلمۂ شہادت کا سلوک یہی ہے۔ واضح رہے کہ جب طالب مولیٰ ،
شغلِ الٰہی میں مشغول ہونا چاہیے تو اسے لازم ہے کہ پہلے اپنی
دونوں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرے لیکن پہلے ظاہری اور باطنی

شیطانی رستے بند کر لیوے ۔ اور خیال و وسوسہ کی نفسانیت اپنے
سے دور پھینک دے ۔ تین مرتبہ بسم اللہ مع تعوذ، تین مرتبہ
درود پاک ، تین مرتبہ آیت الکرسی ، تین مرتبہ سلامٌ قولاً من ربٍّ
رحیم ، بعد ازاں تین مرتبہ چاروں قُل ، پھر تین مرتبہ سورۃ فاتحہ،
تین مرتبہ کلمہ تمجید، بعد ازاں ہزار مرتبہ استغفار کرے ۔ تین مرتبہ کلمہ
طیّب پڑھے ۔ یہ سب کچھ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے ۔ اسم اللہ اور
اسم محُمّد کو اپنے تصوّر میں لاوے اور دونوں اسموں پر نگاہ رکھے،
بعد ازاں توحید و معرفتِ الٰہی کے دریا میں غوطہ لگائے ۔ ذکرِ الٰہی کے
غلبہ میں مستغرق ہوکر ایسا بے خود ہو جائے کہ اس پر یہ آیت
صادق آئے ۔ "واذکراسم ربّك اذا نسیت"

جب طالب اسم اللہ ذات دل پر تصوّر سے لکھ لیتا ہے ۔
اور اس کا نقش قائم ہو جاتا ہے ۔ تو مرشد طالب کو توجہ دے کر
کہتا ہے ، کہ اے طالب اسم اللہ کو اب دیکھ چنانچہ اس وقت
اسم اللہ ذات آفتاب کی طرح تجلّی انوار سے روشن اور تاباں ہو جاتا
ہے ۔ اس وقت طالب اپنے دل کے ارد گرد ایک ایسا وسیع
اور لازوال ملک دیکھتا ہے ۔ جس میں چودہ طبق اور کونین رائی
کے دانے کے برابر نظر آتے ہیں ۔ اس میدان میں ایک گنبد دار
روضہ طالب کو نظر آتا ہے ۔ جس کے قفل پر کلمہ طیّب نوری
مرقوم ہوتا ہے ۔ جس کی کلید اسم اللہ ذات ہے ۔ طالب اللہ

اسم اللہ ذات کی کنجی سے قفل کلمہ طیب کھول کر جب اندر جاتا
ہے ، تو صراطِ مستقیم سے حضرت نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مجلس
عظیم میں جا داخل ہوتا ہے ۔ جس میں چار یار بمعہ اصحاب کبار و
پنجتن پاک و حضرت شاہ محی الدّین موجود ہوتے ہیں ۔

جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مجلس اقدس میں حاضر
ہونے کی صحیح اصل یہ ہے کہ جب کوئی شخص مراقبہ ، ذکر الٰہی ، یا
تصوّر اسم ذات میں فکر اور استغراق سے کام لے کر بے خود
ہو جائے ۔ اور وہ شغلِ الٰہی اسے خلاصۂ موجودات سرور کونین کے
حضور میں پہنچاوے ، جہاں پر وہ باشعور رہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلّم سے عرضِ حال کرے ۔ لیکن مجلس اقدس میں حاضر ہونے سے
پہلے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم ضرور پڑھ لے ۔ اور
پھر درود شریف اور کلمہ طیب پڑھے ۔

حضوری سلک سلوک : سنو ! سنو! معرفتِ الٰہی ، توحید الٰہی اور
مشاہدہ حضوری کا سلک سلوک یہ ہے کہ طالب اللہ اسم اللہ ذات
یا کلمہ طیّب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تصوّر سے
تصرّف میں اس طرح لائے کہ اسم اللہ ذات یا کلمہ طیّب کے ہر
حرف سے نور کی تجلّیات ہوں ، اور وہ تجلیات تصوّر کنندہ کو
اپنے نور میں لپیٹ کر مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں لا مکان کے
اندر حضور پاک کا منظور نظر بنا دیں ۔ جہاں پر دریائے وحدت کے

گونا گوں موجوں سے وحدہٗ، وحدہٗ کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ جو شخص دریائے توحید کے اس کنارے پر پہنچکر نورِ الٰہی دیکھتا ہے۔ وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کو حضور پاک بذات خود اپنے دست مبارک سے اس دریائے وحدانیت میں غوطہ دیتے ہیں۔ وہ لوگ توحید کے غوطہ خور ہو جاتے ہیں۔ اور فقر فنا فی اللہ کے مرتبے کو پہنچ جاتے ہیں۔

مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق کون ہوتا ہے:۔ جب تک طالب کا وجود چار ذکروں، چار مراقبوں، چار فکروں سے پختہ نہ ہو جائے اس کا وجود مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق نہیں ہوتا۔
اوّل ذکر زوال، دوم ذکرِ کمال، سوم ذکرِ وصال، چہارم ذکرِ احوال جب طالب اس کمالیت کو پہنچ جاتا ہے، تو تصور، تصرف ذکر، فکر، مراقبہ، کشفِ قلوب، کشفِ قبور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت پختہ ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام انبیاء اولیاءؒ میں سے ہر ایک کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔

مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نو مقامات کا ذکر:۔ واضح رہے کہ مجلس خاص نو مقامات پر ہوتی ہے۔ ان نو مرتبوں اور نو مقاموں پر بالترتیب مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پورے طور پر مکمل اور ختم ہو جاتے ہیں۔

اوّل مجلس: مقامِ ازل میں۔

دوم مجلس: مقام ابد میں۔
سوم مجلس: مقام حرم روضہ مبارک مدینہ منورہ میں۔
چہارم مجلس: مقام خانہ کعبہ معظمہ کے اندر یا حرم کعبہ معظمہ کے اندر یا جبل عرفات کی صف میں جہاں قبولیت حج کی دعا کے وقت لبیک کہا کرتے ہیں۔
پنجم مجلس: عرش کے اوپر
ششم مجلس: مقامِ قابَ قوسین میں
ہفتم مجلس: مقامِ بہشت میں جہاں پر کھائے پئے تو پھر عمر بھر بھوک، پیاس نہیں رہتی، اور آنکھوں میں نیند نہیں آتی۔
ہشتم مجلس: مقام حوض کوثر میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے شرابًا طہورا، پینے سے وجود پاک ہو جاتا ہے۔ اور ترک، توکل، توحید، تجرید، تفرید اور توفیق بحق رفیق کے مقامات حاصل ہو جاتے ہیں۔
نہم مجلس: اس مقام پر جہاں دیدار الٰہی سے مشرف اور انوار میں غرق ہوتے ہیں۔ جو شخص اپنے آپ سے فنا ہو جاتا ہے۔ وہ معرفت الٰہی اور فقر کے انتہائی مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ الحدیث من عرف ربہ فقد کلّ لسانہ۔ جو شخص مذکورہ بالا نو مقامات پر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جناب پیغمبر خدا سے دنیا طلب کرے۔ یا اہل دنیا کی بابت کچھ عرض کرے۔ تو وہ مجلسِ محمودہ

کے مرتبے سے گر کر مردود ہو جاتا ہے۔

جستہ اینجا ہست جانم در حضور
ایں مراتب عاشقاں از خاص نور

مطلب یہ کہ جب عارف ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کی روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کا نفس مر کر نیست و نابود ہو جاتا ہے۔

مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثرات مقدس: جو شخص مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے باوجود میں چار نگاہوں سے چار اثر پیدا ہوتے ہیں۔

اوّل حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نگاہ سے طالب اللہ کے وجود میں صدق پیدا ہوتا ہے۔ جھوٹ اور نفاق وجود سے نکل جاتے ہیں۔

دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب کے وجود میں عدل اور محاسبہ نفس پیدا ہوتے ہیں۔ اور نفسانی خطرات بالکل نکل جاتے ہیں۔

سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں ادب و حیا داخل ہوتے ہیں۔ بے ادبی اور بے حیائی خارج ہو جاتی ہے۔

چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود

میں علم، ہدایت اور فقر پیدا ہوتے ہیں۔ جہالت اور دنیاوی محبت نکل جاتی ہے۔ بعد ازاں طالب اللہ لائق تلقین ہوتا ہے۔ اور جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُسے تلقین فرماتے ہیں۔

حسبِ ذیل سات شخصوں کو دیدار اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب نہیں ہوتا:۔

اوّل تارک نماز، دوم تارک جماعت، سوم نشہ استعمال کرنیوالا، چہارم اہلِ بدعت، پنجم علماء کا دشمن، ششم فقیر کامل کا دشمن، ہفتم گانے بجانے والا اور بیگانے مرد عورت کا حسن پرست۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیاضُ اللون، رنگ مبارک گندم گوں، راحۃ الجبہۃ، پیشانی مبارک کشادہ، افلج الاسنان، دندان مبارک کشادہ، تام الاذنین، کان مبارک پورے، کسی قسم کی کمی نہ تھی۔ اقنیٰ الانف، بینی مبارک بلند، اسود العین، آنکھیں مبارک سیاہ، ملیح، حسن مبارک نمکین، مجمع اللحیۃ، ریش مبارک گھنی، طویل الیدین، ہاتھ مبارک لمبے، رقیق الامل، انگلیاں مبارک باریک، تام القد، قد مبارک درمیانہ، لیس فی بطنہٖ شعرٌ الا کالخطِ منَ الصدر الی السرت:۔ پیٹ مبارک پر بال نہ تھے۔ صرف چھاتی سے لے کر ناف

تک ایک خوبصورت خط کھچا تھا۔ چہرہ مبارک نہایت عمدہ تھا۔

مہرِ نبوت

یامہ ——— روح

یامہ ——— روح

یامہ ——— روح

نوعِ دیگر:۔

اگر چاہے کہ ذیل کے مراتب حاصل ہوں۔ دل کی آنکھوں سے دیدار جمالِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، اشتغال وصال محمد صلی اللہ علیہ وسلم، قال و احوال محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور معرفت لازوال محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اور جمعیت ودوام محمد صلی اللہ علیہ وسلم، فقر تمام محمد صلی اللہ علیہ وسلم،

الہام پیغام محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مرتبہ روشن ضمیر بر کونین محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تو چاہیے کہ توجہ، تصوّر، تصرف اور تفکر سے با توفیق دائرہ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آجاوے۔ اسم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کھل جائے گی۔ صورت تصور یہ ہے مُحمّد صلی اللہ علیہ وسلم

شرح مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم: حضوری کی بنیادی شرائط تین ہیں۔ اوّل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عطا محض ہے کسب سے حاصل نہیں ہوتی۔ دوم حضور صرف نور کو ہے۔ جب تک طالب صادق کا وجود نور نہ ہو جائے وہ صاحب حضور نہیں ہوتا۔ حضوری ہونے کی تیسری، شرط اتباعِ شریعت ہے۔ جبتک کوئی شخص شریعت کی اتباعِ سہ ہیں سُنّت کی جزئیات تک کا عامل نہ ہو اسے حضوری راہ میسّر نہیں آتی۔

زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ:۔ چاہیے کہ جمعرات کی شب دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پچیس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ اور سلام کے بعد ہزار بار یہ درود پاک پڑھے۔ اللّھم صلّ علیٰ سیدنا محمد النبی الامّی۔ اور قبلہ رُخ ہو کر سو جائے۔ انشاء اللہ زیارتِ پاک سے مشرف ہوگا اگر ایکبار مقصد حاصل نہ ہو تو کم از کم تین جمعرات ایسا کرے۔

بلغ العلےٰ بکمالہ — کشف الدجےٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ — صلّوا علیہ و آلہ

فقیر العالم حسین سروری قادری سلطانی عزیزہ کالونی ونڈالہ روڈ شاہدرہ ۱۲ ربیع الاول ۱۰ فروری ۱۹۹۰

ہفت تصوّرات

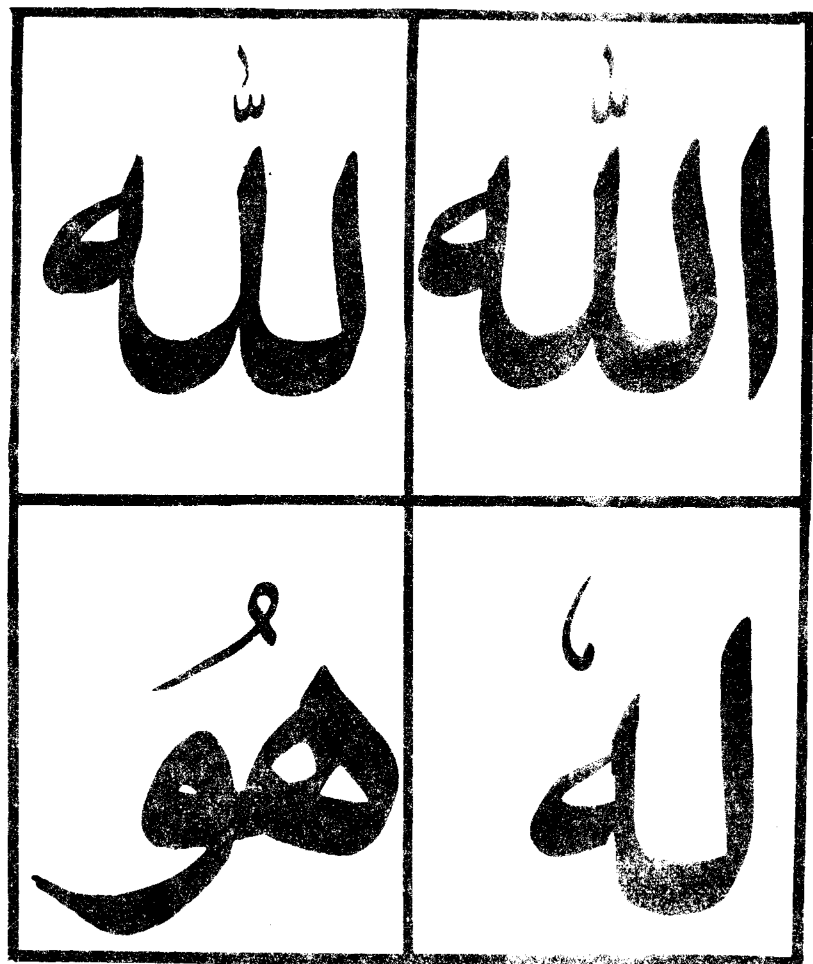
اللہ للہ

لہٗ ھُو

محمدؐ فقر

لَآ اِلٰہ الا اللہ محمّد رَسُول اللہ

تصوّر کلید کُل



تصوّر حل المشکلات

لا اله الا الله محمد رسول الله

الله

بحق یسین

له هو محمد

الله